﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد19 — جمعۃ المبارک 18؍مئی 2012ء — 26؍جمادی الثانی 1433 ہجری قمری ❁ 18؍ہجرت 1391ہجری شمسی — شمارہ 20

بخشش کی ایک پُر اثر دعا

حضرت ہلالؓ بن یسار اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ استغفار پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔

”اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْهِ“

(ابو داؤد کتاب الصلوۃ باب الاستغفار حدیث :1296)

ترجمہ: مَیں اس سے بخشش طلب کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ زندہ اور قائم ہے اور دوسروں کو زندہ اور قائم رکھتا ہے اور مَیں اسی کی طرف جھکتا اور توبہ کرتا ہوں۔

ہیز (مڈل سیکس) برطانیہ میں مسجد بیت الامن کے افتتاح کی مبارک تقریب

اس مسجد کا نام بیت الامن رکھا گیا ہے جس کا مطلب ہے امن کا گھر۔ اس لحاظ سے مَیں آپ سب کو امن وسلامتی کا پیغام دیتا ہوں۔

جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ذاتی مفادات سے علیحدہ رہ کر بنی نوع انسان کی بے لوث خدمت کی ہے جس کا مقصد صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔

اسلام ہر قسم کے تشدد کے خلاف ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ نماز اور عبادت اس وقت قبول ہوگی جب انسان حقوق العباد بھی ادا کرے گا۔

مجھے امید ہے کہ اس مسجد کے افتتاح سے جن لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں تھیں وہ دُور ہوں گی۔ انشاء اللہ۔

ہم اسلام کے متعلق تمام غلط خیالات کو تبدیل کرکے اور تمام لوگوں سے اچھے تعلقات پیدا کرکے اور محبت کا پیغام دے کر ان کے دل جیتیں گے۔

——— (مسجد بیت الامن کے افتتاح کے موقع پر منعقدہ خصوصی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

ممبران پارلیمنٹ کا جماعت احمدیہ کی امن پسندی اور خیراتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے پر خراج تحسین

(مسجد بیت الامن ہیز (مڈل سیکس) کے افتتاح کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ مرتبہ: نسیم احمد باجوہ مبلغ سلسلہ برطانیہ)

(دوسری اور آخری قسط)

غیراز جماعت مہمانوں کے لئے تقریب

یہ خصوصی تقریب مسجد کے ساتھ ملحق کمیونٹی سنٹر کی عمارت میں منعقد ہوئی جس میں ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے مہمانوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ کمپیئرنگ کے فرائض مکرم سہیل قریشی صاحب صدر جماعت ہیز نے ادا کئے۔ سات بجے شام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تشریف لانے پر تلاوت قرآن کریم سے تقریب کا آغاز ہوا جو کہ مکرم خالد بٹ صاحب نے کی۔ ترجمہ نبیل قریشی صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم عبداللطیف خان صاحب ریجنل امیر مڈل سیکس نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور ساتھ ہی جماعت اور مسجد بیت الامن کا تعارف کرایا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ایک لمبے انتظار کے بعد جماعت کو مسجد عطا ہورہی ہے۔ انہوں نے حضور انور کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا کہ حضور ازراہ شفقت افتتاح کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اسی طرح تمام مہمانوں کا بھی شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے بتایا کہ یوکے میں جماعت احمدیہ 1913ء میں قائم ہوئی۔ آج بفضلہٖ تعالیٰ اس کی ایک صد شاخیں قائم ہوچکی ہیں ان میں سے ایک شاخ جماعت احمدیہ ہیز ہے جس کی مسجد کا آج افتتاح ہورہا ہے اور جس کے دروازے آپ سب کے لئے ہمیشہ اسی طرح کھلے رہیں گے جس طرح ہمارے دل آپ کے لئے کھلے ہیں۔
ریجنل امیر صاحب کے ایڈریس کے بعد مہمانوں کی مختصر تقاریر ہوئیں۔

مہمانوں کی تقاریر

پہلے مہمان مقرر Mr. John McDonell تھے جو کہ Hayes and Harlington کے ممبر پارلیمنٹ ہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضور انور کو خوش آمدید کہا اور تقریب افتتاح میں مدعو کئے جانے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ تیس سال قبل یہ عمارت آئرش کمیونٹی سنٹر کے طور پر قائم ہوئی اور آج یہ مسجد میں تبدیل ہورہی ہے جو ایک بہت اچھے مقصد کے لئے استعمال ہوگی۔ انہوں نے جماعت احمدیہ کے ماٹو ”محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں“ کی تعریف کی اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے خیراتی کاموں کو بھی سراہا جس کے ذریعہ جماعت

احمدیہ ضرورتمندوں کی بے لوث خدمت کررہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اسلام امن کی تعلیم دیتا ہے جس کی وضاحت اسلامی تحفے السلام علیکم کے الفاظ سے بھی ہوتی ہے اور جماعت احمدیہ اس تعلیم پر عمل بھی کرتی ہے اور اسے پھیلانے کی بھی کوشش کررہی ہے جیسا کہ پچھلے دنوں بس کمپین کے ذریعہ امن کے پیغام کو پھیلایا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ گھر گھر جاکر بھی امن کا پیغام دے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس مسجد کا قیام جماعت احمدیہ کی ایک بہت بڑی کامیابی ہے اور یہ ایک بہت خوشی کا موقع ہے۔

دوسرے مہمان مقرر Mr. Virendra Sharma تھے جو کہ ایلنگ کے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں۔ آپ نے بھی حضور انور کو نہایت احترام کے ساتھ خوش آمدید کہا اور مدعو کئے جانے پر شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ

باقی صفحہ 13 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلام پر صلیبی یلغار کے خلاف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے غلاموں کا کامیاب دفاع

(فضل الٰہی انوری۔ جرمنی)

دوسری وآخری قسط

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے غلاموں کے ہاتھ پر اسلام کی تائید میں اور عیسائیوں کو لاجواب کر دینے والے اس قسم کے واقعات نہ صرف برصغیر ہی میں بلکہ ساری دنیا میں ظاہر ہو رہے تھے۔

ایک احمدی کا مصر میں
ایک پادری سے دلچسپ مباحثہ

چنانچہ ذیل میں مکرم الحاج بابو عبدالکریم احمدی کا بیان کردہ ایک واقعہ بیان کِیا جاتا ہے کہ جب وہ اپنی فوجی ملازمت کے دوران ایک بار مصر میں تھے، تو کس طرح انہوں نے بعض مصری مسلمانوں کو ایک امریکن پادری کے دامِ تزویر میں گرنے سے بچالیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

''مجھے معلوم ہوا کہ وہاں امریکن مشن کے پادری نے بہت سے مصری مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔ میں پادری صاحب کے پاس گیا۔ وہ 75 سال کے بوڑھے تھے۔ میں نے ان سے کہا: I want to become Christian یعنی میں عیسائی ہونا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا، بہت اچھا۔ مَیں نے دریافت کِیا کہ کیا کچھ اَور لوگ بھی عیسائی ہونے والے ہیں۔ اس نے کہا، ہاں۔ چنانچہ اس نے بہت سے قبطی مسلمانوں کی فہرست مجھے دکھائی جو پندرہ روز بعد بپتسمہ لینے والے تھے۔ پادری صاحب نے کہا کہ آپ بھی ان کے ساتھ بپتسمہ لے لیں۔ میں نے خواہش کی کہ وہ مجھے ان سے ملوا دیں تو ان کی مہربانی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے دو روز بعد ٹی پارٹی پر ان کو دعوت دی اور مجھے بھی بلایا۔ وہاں پادری صاحب نے میری طرف مخاطب ہو کر ان سے کہا: یہ ہندوستان کے رہنے والے ہیں اور فوج میں اچھا عہدہ رکھتے ہیں۔ یہ بھی آپ کے ساتھ خداوند یسوع مسیح پر ایمان لائیں گے۔ اس کے بعد مَیں نے ان سے مصافحہ کیا اور اپنی نوٹ بک میں ان سب کے نام اور پتے لکھ لئے''

آگے فرماتے ہیں، ان سے فارغ ہو کر مَیں نے قادیان حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو دعا کے لئے لکھا اور خود بھی دعا کرتا رہا کہ اے پیارے خدا تعالیٰ! ان کو اسلام پر قائم رکھنا۔ آگے آپ اس سلسلے میں ہونے والی تائید ایزدی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

'' میرے دل میں ڈالا گیا کہ ان سب مصریوں کی دعوت کرو۔ چنانچہ مَیں نے ان کو شام کے کھانے پر بلایا اور ایک ہوٹل میں اس دعوت کا انتظام کیا۔ کھانے سے فارغ ہو کر مَیں نے ان سے دریافت کیا کہ چند روز بعد ہم عیسائی ہو جائیں گے اور ہم اور ہمارے عزیز سب مسلمان ہیں۔ کیا آپ نے پادری صاحب سے دریافت کیا ہے کہ عیسائیت میں کیا امتیازی خوبی ہے جو اسلام میں نہیں تا عیسائی ہونے کے بعد ہم اپنے مسلمان بھائیوں کو بتاسکیں کہ اس خوبی کی وجہ سے ہم عیسائی ہوئے ہیں۔ سب نے کہا: نہیں۔ مَیں نے تجویز پیش کی کہ بپتسمہ لینے سے پہلے ہم اپنا ایک نمائندہ چن لیں جو پادری صاحب سے صرف یہ سوال کرے۔ اس کا تسلی بخش جواب مل جائے تو پھر ہم عیسائی ہو جائیں گے۔ سب نے اتفاق رائے سے مجھے اپنا نمائندہ چن لیا اور اپنے میں سے ایک صاحب کو مقرر کیا کہ وہ پادری صاحب کے سامنے میرا نام پیش کرے گا''

فرماتے ہیں، اب جب جلسہ ہوا اور بہت سے لوگ جمع تھے جو زیادہ تر عیسائی تھے، تو اس مصری دوست نے پادری صاحب سے کہا کہ ہمارا نمائندہ آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہے۔ پادری صاحب نے دریافت کیا، وہ کون ہیں۔ مصری دوست نے خاکسار کا نام پیش کر دیا۔ اس کے بعد خاکسار اور پادری صاحب کے درمیان جو گفتگو ہوئی اور جس کے نتیجے میں پادری موصوف کی دجل و تلبیس سے تیار کی ہوئی وہ ساری عمارت دھڑام سے زمین پر آرہی، ایک دلچسپ روئیداد ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''مَیں کھڑا ہو گیا۔ پادری صاحب نے خیال کیا ہوگا کہ اِس نے تو کہا تھا، مَیں عیسائی ہونا چاہتا ہوں، اس لئے اس سے کسی خطرناک سوال کا امکان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے کہا: آپ سوال کریں۔

مَیں نے کہا، پادری صاحب! ہم سب مسلمان ہیں اور ہمارے عزیز و اقارب بھی مسلمان ہیں۔ وہ ہم سے دریافت کریں گے کہ ہم عیسائی کیوں ہوئے۔ ان کو جواب دینے کے لئے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہمیں عیسائیت کی کوئی ایسی امتیازی خوبی بتائیں جو اسلام میں نہ ہوتا کہ ہم بتاسکیں کہ اس خوبی کی وجہ سے ہم عیسائی ہوئے ہیں۔

پادری صاحب کہنے لگے، میرے بچے! اِس وقت آپ عیسائیت کے محل کے دروازے کے باہر کھڑے ہیں، جب آپ اندر داخل ہو جائیں گے تو آپ کو سب خوبیوں کا پتہ لگ جائے گا۔

مَیں نے کہا: پادری صاحب! مجھے آپ سے اتفاق ہے مگر آپ تو محل کے اندر ہیں، آپ ہمیں کوئی ایک امتیازی خوبی بتا دیں تا کہ ہم محل کے اندر داخل ہو کر اس کی تصدیق کر سکیں۔

پادری صاحب کچھ دیر تک خاموش رہے۔ پھر بولے:

"Well my boy ! you will get faith in Christianity"

یعنی 'میرے بیٹے! آپ کو عیسائیت میں داخل ہو کر سچا ایمان نصیب ہو جائے گا'۔

فرماتے ہیں، پادری صاحب کے یہ جواب دینے پر مَیں مصری احباب سے مخاطب ہوا اور ان سے کہا:

''بھائیو!..... پادری صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہم عیسائی ہو جائیں تو ہم کو ایمان نصیب ہوگا۔ اسلام میں تو ہمیں علم ہے کہ اگر غیر مسلم کلمہ لَآاِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھ لے اور اس کو دل سے مان لے تو وہ مومن ہو جاتا ہے، یعنی اس کو ایمان نصیب ہو جاتا ہے۔ آگے وہ اس ایمان کو اعمالِ صالحہ سے ترقی دیتا رہتا ہے۔

اتنا کہہ کر مَیں پادری صاحب سے دوبارہ مخاطب ہوا۔ اب خاکسار کے اور پادری صاحب کے درمیان مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی:

''مَیں نے پادری صاحب سے دریافت کیا کہ عیسائیت میں جو ایمان ہمیں نصیب ہوگا، کیا وہ اُس سے زیادہ قیمتی ہوگا جو ہمیں اسلام پر ہوتے ہوئے حاصل ہے۔ پادری صاحب نے فرمایا: 'ہاں! ہاں! بہت قیمتی ایمان ہوگا۔ مَیں نے کہا: 'پادری صاحب! کیا مَیں اس کو Test کر سکتا ہوں یعنی آزما سکتا ہوں۔ پادری صاحب کہنے لگے: کیسے آزماؤ گے؟ مَیں نے کہا: خداوند یسوع مسیح نے انجیل میں فرمایا ہے کہ اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو تو تم وہ معجزات دکھا سکتے ہو جو مَیں نے دکھائے ہیں۔ پادری صاحب! آپ خود پادری ہیں، آپ کے باپ دادا بھی پادری تھے۔ آپ کی عمر 75 سال ہے، آپ نے بہت سے غیر عیسائیوں کو عیسائی بنایا ہے۔ آپ کے پاس تو ایمان کا خزانہ موجود ہے۔ لیکن اگر مَیں آپ سے کہوں کہ آپ اپنی ایمانی قوت سے دریائے نیل کو خشک کر دیں تو اس سے مصر میں تباہی ہوگی اور اگر کہوں کہ آپ اپنی ایمانی قوت سے سامنے والے پہاڑ میں زلزلہ برپا کر دیں تو اس سے بھی مصر میں تباہی ہوگی۔ مَیں نے اپنی جیب سے ایک نوٹ بک نکالی اور پادری صاحب کی میز پر رکھ دی۔ مَیں نے کہا: پادری صاحب! مسمریزم جاننے والے اس سے زیادہ کرتب دکھاتے ہیں، مگر مَیں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ اپنی ایمانی قوت سے اس نوٹ بک کو جو آپ کی میز پر مَیں نے رکھی ہے، پانچ منٹ تک dance کروا دیں۔ اس سے ہم سمجھ لیں گے کہ واقعی آپ کے اندر رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہے اور ہم سب عیسائی ہو جائیں گے''۔

فرماتے ہیں، اس تمام گفتگو کو جو میرے اور پادری صاحب کے درمیان ہوئی لوگوں نے بڑی دلچسپی سے سنا اور سب منتظر تھے کہ پادری صاحب اس کا کیا جواب دیتے ہیں۔ پادری صاحب کھڑے ہوئے اور کہنے لگے:

"Well my boy! I am still trying to achieve the faith"

یعنی 'میرے بچے! میں ابھی اس ایمان کو حاصل کی کوشش کر رہا ہوں'۔

فرماتے ہیں: پادری صاحب کے اِس جواب کو سن کر مَیں دوبارہ کھڑا ہو گیا اور اب مصری احباب سے مخاطب ہو کر مَیں نے کہا:

''بھائیو! پادری صاحب مرنے کے قریب ہیں مگر ابھی تک ان کو رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نصیب نہیں۔ گویا پکے بے ایمان ہیں اور جن کو انہوں نے عیسائی بنایا ان کو بھی پکّا بے ایمان بنایا ہے۔ جب ان کا اپنا یہ حال ہے کہ 75 سال کی عمر تک رائی کے دانہ کے برابر ایمان نصیب نہیں ہوا تو ہمارا کیا حال ہوگا۔ اس سے تو ہم کو ہمارا مذہب اسلام ہی مبارک ہو اور مَیں نے زور سے کہا: یَعِیْشُ الْاِسْلَام (یعنی اسلام زندہ باد، چلو چلیں)۔ ہم باز آئے بے ایمان ہونے سے۔ مَیں باہر چل پڑا اور میرے ساتھ سب مصری مسلمان بھی اس جلسہ سے باہر آ گئے۔ ایک ہوٹل میں پہنچ کر مَیں نے ان سب کو چائے پلائی اور انہیں تاکید کی کہ پادریوں کے جال میں نہ پھنسیں۔ اس کے بعد بھی مَیں ان کو ملتا رہا اور لٹریچر دیتا رہا اور خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ سب کے سب اسلام پر قائم رہے۔ **فالحمد لله علىٰ ذٰلک**''۔

یہ تو وہ واقعات ہیں جن کا ظہور عیسائیت کی طرف سے جاری ہونے والی اسلام کش مہم کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کامیاب مدافعت کے نتیجے میں ہوا مگر جیسا کہ بعد کی تاریخ بتاتی ہے، عیسائی پادریوں نے اپنے طریقہ ہائے واردات میں بہت کچھ تبدیلی پیدا کر لی اور وہ اسلام اور مسلمانوں کو نفرت کی نگاہوں سے دیکھنے کی بجائے ان کے ساتھ خیر سگالی کے جذبات کے ساتھ پیش آنے لگے۔ چنانچہ راقم الحروف جسے بطور مبلغ سلسلہ جرمنی میں ایک لمبا عرصہ رہنے اور جرمنوں میں اسلام کی تبلیغ کا موقع ملا ہے، اس امر کا چشم دید گواہ ہے۔ کئی بار ایسا ہوا کہ جرمنی کی عیسائی تنظیموں کے سربراہ اپنے لوگوں کے ساتھ مسجد نور فرانکفورٹ میں جہاں خاکسار آٹھ سال تک مسجد کا امام رہا، آئے تاکہ انہیں اسلام کے بارہ میں کچھ بتایا جائے۔ بلکہ کئی بار خاکسار کو چرچوں میں جا کر ان کے ممبران کو اسلام سے روشناس کرانے کی دعوت دی گئی۔ گویا وہی پادری جسے ازمنہ ماضیہ میں اسلام کا نام تک سننا گوارا نہ تھا، آج اسلام کو ایک مذہب کے طور پر تسلیم کرتے ہوئے اس میں دلچسپی رکھنے لگ گیا ہے۔ خود یورپی ممالک جس انشراح صدر کے ساتھ جماعت احمدیہ اور یورپ میں کام کرنے والی دیگر مسلمان تنظیموں کو مساجد بنانے کی اجازت دے رہے ہیں۔ اس سے بھی ان کے دین اسلام کے بارے میں بدلے ہوئے خیالات کا پتہ چلتا ہے۔

چرچ کی اسلام کے حق میں بدلی ہوئی پالیسی کا سہرا ویٹیکان کی 1962ء تا 1965ء منعقد ہونے والی دوسری عالمی کونسل کی اُس قرارداد کے سر بھی باندھا جانا چاہئے، جس میں غالباً پہلی بار کسی چرچ نے مسلمانوں کی طرف دوستی اور خیر سگالی کا ہاتھ بڑھانے کی کوشش کی تھی۔ اُس قرارداد کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:

''چرچ مسلمانوں کو بھی بڑی عزت اور احترام کی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ وہ خدائے واحد جو آسمانوں اور زمین کا خدا اور حیّ و قیوم، رحیم اور قادر مطلق خدا ہے، کی ہی عبادت کرتے ہیں۔.... حضرت مسیح کو اگرچہ وہ خدا تسلیم نہیں کرتے تاہم اس کی کنواری والدہ مریم کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم جن کے ساتھ اسلام پورے انشراح کے ساتھ عقیدت رکھتا ہے، اسے بھی نبی تسلیم کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں وہ قیامت کے بھی قائل ہیں۔ وہ اخلاقی زندگی کو بڑی وقعت دیتے اور دعا، صدقہ اور صیام کو اپنی عبادات کا حصہ سمجھتے ہیں..... چونکہ عیسائیوں اور مسلمانوں کے درمیان صدیوں تک جنگ و جدال کا سلسلہ رہا ہے، اس لئے یہ مشاورتی کونسل تمام لوگوں سے ماضی کو بھلا دینے اور پورے خلوص کے ساتھ باہمی مفاہمت کی اپیل کرتی ہے''۔

تاہم گزشتہ تیس سالوں میں دنیا کے سیاسی حالات نے پھر کچھ اس طرح پلٹا کھایا ہے کہ اسلام اور مسلمانوں کے بارہ میں عیسائی دنیا کے خیالات بالکل بدل کر رہ گئے ہیں۔ اس سلسلے میں سوویٹ یونین کا خاتمہ اور امریکہ کا واحد عالمی طاقت بن کر دنیا کے صفحے پر نمودار ہونا خاص اہمیت رکھتا ہے۔ مگر اسباب کچھ بھی ہوں، اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اِس وقت صلیبی فتنہ نے پھر سے سر اُٹھانا شروع کر دیا ہے اور یورپی عیسائی اقوام کے اندر اسلام کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی مہم بڑی شدت سے پیدا ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک بہت بڑا خطرہ بن چکی ہے۔ چنانچہ گزشتہ صدی کے آخری سالوں میں سلمان رشدی کا اسلام کے خلاف پیدا کیا ہوا فتنہ جس کو یورپی حکومتوں کی پوری حمایت حاصل ہے، بعض یورپی اخبارات کا اسلام اور اسلام کے مقدس بانی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں قابل اعتراض اور اشتعال انگیز تصویروں اور مضامین کا شائع کرنا، بعض یورپی ممالک کا اسلامی پردہ پر اور مسجدوں کے میناروں کی تعمیر پر پابندیاں عائد کرنا، اس مہم کا کھلا کھلا ثبوت ہیں۔

تاہم اسلام کے خلاف سب سے زیادہ خطرناک مہم کا آغاز 2003ء میں قبرص سے نشر ہونے والے ایک عیسائی ٹی وی چینل ZZ**الحیاة**XX سے ہوا ہے۔ عربی زبان

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر196

مکرم عباس عادل عباس محمد عفیفی صاحب۔1

مکرم عباس عادل صاحب لکھتے ہیں کہ:

میرا تعلق مصر کے ضلع القلیوبیہ سے ہے جہاں میری پیدائش 1973ء میں ہوئی۔میرے اہل خانہ عقیدے کے لحاظ سے اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتے تھے۔میرا دین کے بارہ میں فہم وادراک اور اس سے تعلق گوکہ واجبی سا تھا لیکن میرے دوست جب مجھے کہتے کہ آؤ نماز پڑھو تو میرا دل چاہتا تھا کہ میں ان کے ساتھ جا کر نماز ادا کروں لیکن میرے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی تھی کہ اگر نماز پڑھنی ہے تو پھر اس میں انقطاع نہیں ہونا چاہئے۔اور میں اس مقام تک تب پہنچوں گا جب اپنی غلطیوں اور گناہوں سے تائب ہوجاؤں گا اور سب برے کام چھوڑ دوں گا۔پھر ایک دن مجھے ایک مولوی صاحب نے کہا کہ نماز ادا کرنا بہت ضروری ہے اور روزِ قیامت خدا تعالیٰ سے ملاقات کے وقت پہلا سوال نماز کے بارہ میں ہی کیا جائے گا۔جب میں نے کچھ عذر کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ تم نماز شروع تو کرو،کم ازکم ایسا کرنے سے خدا تعالیٰ کے سامنے یہ تو کہہ سکو گے کہ میں نے نماز پڑھنی شروع کی تھی۔نیز کچھ نمازیں پڑھنا بالکل نہ پڑھنے سے تو بہرحال بہتر ہے۔

بیرون ملک کا سفر اور دین کی طرف میلان

اس مؤثر نصیحت کے باوجود میں اپنی ٹیڑھی سوچ پر قائم رہا اور یہی خیال کرتا رہا کہ میں اپنی غلطیوں کی اصلاح کر کے پھر نماز شروع کروں گا۔وقت اور موسم بدلتے رہے لیکن میری حالت جوں کی توں قائم رہی حتی کہ میں 2001 میں فرانس پہنچنے میں کامیاب بھی ہوگیا لیکن ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی مجھے وہاں سے مصر واپس بھجوا دیا گیا۔

مجھے اس بات کا بہت دکھ ہوا جس کی وجہ سے نماز کی پابندی اور خدا تعالیٰ کے قرب کی فکر بھی لاحق ہوئی۔ اور میں نے نماز پڑھنی شروع کر دی۔اسکے علاوہ اکثر سورۃ الکہف، سورۃ یاسین او رسورۃ الرحمٰن وغیرہ کی تلاوت کرتا اور جمعہ کے دن صبح وشام کے وقت بعض دعائیں اور وظائف کا خصوصی طور پر التزام کرتا تھا۔حتی کہ اگلے سال یعنی 2002ء میں میں نے دوبارہ کوشش کی اور اٹلی پہنچ گیا۔وہاں پہنچ کر بھی دینی لحاظ سے صوم وصلوٰۃ کی پابندی وغیرہ کا سلسلہ جاری رہا۔

شادی اور بیوی سے دینی اختلاف

2004ء میں مَیں نے اٹلی میں ایک عیسائی عورت سے شادی کر لی جو عربوں اور مسلمانوں سے عمومی طور پر متنفر تھی۔ چونکہ میں اب پنجوقتہ نماز اور جمعہ کی پابندی کرتا تھا اس لئے کچھ ہی عرصہ کے بعد ہمارے تعلقات مشکلات کا شکار ہونے لگے۔جب میں اس آیت کریمہ کو پڑھتا اور اس پر غور کرتا جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں تو مجھے ایک طرح کا احساسِ گناہ ہوتا۔میں بار بار اپنی بیوی سے کہتا کہ میرے خیال میں ہمارے تعلقات میں ایک چیز کی کمی ہے اور میرا اشارہ اس کے مسلمان ہونے کی طرف ہوتا تھا جبکہ وہ کہتی تھی کہ مجھ پر دباؤ نہ ڈالو بلکہ مجھے اسلام کے بارہ میں پڑھنے اور سمجھ کر خود حقیقت تک پہنچنے دیں۔پھر جب مجھے اطمینان ہوگا تب ہی اسلام قبول کروں گی، کسی زبردستی یا دھونس سے میں دین تبدیل نہیں کرسکتی۔

مختلف مسائل پر اہلیہ کے منطقی سوال

☆ عجیب بات یہ ہے کہ میری بیوی جب اسلام کے بارہ میں پڑھ رہی تھی تو عیسائی ہونے کے باوجود مسلمانوں کے حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی۔گو مجھے بھی اس بارہ میں کبھی کبھی شک ضرور ہوتا تھا پھر بھی اس بارہ میں جو کچھ مولویوں سے سن رکھا تھا اسی کی بنا پر میں نے اپنی بیوی کو بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ آ کر کسرِ صلیب اور قتلِ خنزیر کریں گے اور وفات مسیح علیہ السلام کے خیال کو یہ کہہ کر جھٹک دیا کہ مولوی اور دیگر علماء مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔

☆ میں سلفی عقیدہ رکھتا تھا اور متشدد وہابی خیالات میری سوچ وفکر پر غالب تھے۔ایک دن میں نے اپنی بیوی کے ساتھ قتلِ مرتد کے بارہ میں بات کی۔اور میں نے بڑے فخر سے کہا کہ مرتد کی سزا ہی یہی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ میری بیوی نے پوچھا کہ ایسا ہونا کیونکر ممکن ہے؟ میں نے کہا کہ حدیث میں یہی آیا ہے۔لیکن اس وقت میں نے قرآن کی کوئی آیت پیش نہ کی۔ {حالانکہ قرآن کریم کی دسیوں آیات دینی رواداری اور عدمِ جبر واکراہ کی تعلیم دیتی ہیں جن کے سامنے کسی ایسی حدیث کو ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جو ان آیات کے برخلاف اسلام کو دنیا کے سامنے ایک متشدد اور خونی مذہب کے رنگ میں پیش کرتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام سے بڑھ کر پُرامن اور امن فراہم کرنے والا دین اور کوئی نہیں ہے۔(ندیم)}

☆ ایک روز میری اہلیہ سورۃ الکہف کا ترجمہ پڑھ رہی تھی جس میں یہ بھی ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ نے اپنے سفر کے دوران جب خدا کے ایک عبد کو پایا اور اس کی پیروی کرنے کا عہد کیا تو وہ دونوں ایک لڑکے سے ملے جسے اس بزرگ نے قتل کر دیا۔موسیٰ علیہ السلام نے اسے کہا کہ تُو نے ایک معصوم جان کو کیونکر قتل کر دیا ہے؟ جب میری اہلیہ نے یہ بات پڑھی تو مجھ سے کہنے لگی کہ کسی معصوم بچے کے قتل کا کیا جواز ہوسکتا ہے؟ میں نے اسے کہا کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ جب یہ بڑا ہوگا تو فلاں فلاں جرم کرے گا اس لئے اسے قتل کروا دیا۔اس نے کہا کہ اگر یہ بچہ مستقبل میں جرم کرتا تو اس وقت اس جرم کی سزا دی جاسکتی تھی لیکن اِس وقت تک تو اس بچے نے کوئی جرم نہ کیا تھا پھر اس کو کس جرم کی سزا دی گئی؟ اس کے جواب میں میرے پاس یہی دلیل تھی کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ماضی اور حال کا ہی علم نہیں بلکہ وہ مستقبل کا بھی علم رکھتا ہے۔اس پر اس نے ایک ایسی بات کہی جس کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا۔اُن دنوں اسرائیلی وزیر اعظم شارون فلسطینیوں پر حملے کر کے قتل وخون کر رہا تھا جبکہ صدر بش عراق میں خون کی ہولی کھیل رہا تھا چنانچہ میری بیوی نے کہا کہ اگر آپ کی بات درست ہے تو کیا خدا تعالیٰ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ یہ مستقبل میں لوگوں کا قتل عام کریں گے پھر اس نے ان کے بچپن میں ہی انہیں قتل کیوں نہ کروا دیا؟ کیا ان کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کو علم نہ تھا؟

اس کی اس بات کا میرے پاس کوئی جواب نہ تھا اور جس کے پاس دلیل نہ ہو وہ ہمیشہ بلند آواز میں بول کر مدّ مقابل کو چپ کرانے کی کوشش کرتا ہے۔لہٰذا میں نے بلند آواز میں اسے کہا کہ تمہیں قرآن کا کیا پتہ؟ تم نے تو ترجمہ پڑھا ہے اصل قرآنی الفاظ پڑھ کے سمجھنے کی اہلیت ہوگی تو کسی بات کے بارہ میں درست موقف پر قائم ہونے کا دعویٰ درست ہوسکتا ہے۔

تبصرہ

اگر سورہ کہف کی مذکورہ آیات کے الفاظ کو ظاہر پر ہی محمول کیا جائے تو اس قرآنی بیان پر وہی اعتراضات وارد ہوں گے جو مکرم عباس صاحب کی اہلیہ کے ذہن میں پیدا ہوئے۔ اور ان کو ظاہر پر محمول کرنے والوں کے پاس سوائے اونچی آواز میں بات کرنے اور یہ دعویٰ کرنے کے کوئی دلیل نہیں رہتی کہ چونکہ ہم قرآن بہتر سمجھتے ہیں اسلئے ہمارا بیان کردہ مفہوم ہی درست ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اس سفر میں بے گناہ بچے کے قتل کے سوال پر یہ دلیل دینا کہ خدا تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ اس لڑکے نے بڑے ہوکر فلاں فلاں جرم کرنے تھے اس لئے اسے قتل کروا دیا، سراسر ظلم ہے اور خلاف شریعت ہے۔اگر ارتکاب جرم سے پہلے محض علم کی بنا پر سزا دینا جائز ہے تو پھر خدا تعالیٰ کو سب لوگوں کے گناہوں کا قبل از وقت علم ہے، وہ کیوں سب کو قبل از ارتکابِ گناہ سزا نہیں دیتا؟

سارا واقعہ ایک کشف ہے

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر میں اس واقعہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ان تمام مشکل مقامات کو خداداد بصیرت اور علم سے حل فرمایا ہے جس سے نہ صرف اسلام پر اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی بلکہ اس پُر معارف تفسیر سے دین اسلام اور قرآن کا عظیم مرتبہ ثابت ہوجاتا ہے۔اس حصہ کی تفسیر کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

اصل بات یہ ہے کہ حضرت موسیٰ کا یہ سفر ایک کشف ہے اس کو ظاہر پر محمول کرنے سے سب اعتراضات نے جنم لیا ہے۔اس کے ظاہری واقعہ ہونے کی نفی میں بہت سے دلائل دیئے جاسکتے ہیں:

☆ بڑی دلیل یہ ہے کہ بائبل میں حضرت موسیٰ کے ایسے کسی سفر کی تفصیل نہیں ملتی۔

☆ پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام جب بنی اسرائیل سے جدا ہوکر چالیس دن کے لئے چند میل دُور پہاڑ پر خدا کا کلام سننے کے لئے گئے تو اتنے ہی دنوں میں بنی اسرائیل نے بچھڑے کو معبود بنالیا ۔جب چالیس دن کی غیر حاضری نے یہ تباہی مچادی تھی تو اتنے لمبے سفر کی صورت میں کیا نتیجہ نکلا ہوگا۔مگر اس موقعہ پر بنی اسرائیل کے اندر کوئی فساد نہیں ہوا۔کیونکہ بائبل میں اس پہلے فساد کے علاوہ اور کسی فساد کا ذکر نہیں اور نہ ہی قرآن اس کا کوئی ذکر کرتا ہے۔

☆ یہ سارا واقعہ بحیثیت مجموعی بھی ثابت کرتا ہے کہ یہ ایک کشف تھا۔کیونکہ جو تین باتیں اس سفر میں بتائی گئی ہیں۔اگر وہ ظاہری لی جائیں تو وہ ایسی نہیں ہیں کہ ان کے لئے کوئی معمولی مومن بھی سفر کرے کجا یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو ان باتوں کے سیکھنے کے لئے بھیجا جائے۔کیا حضرت موسیٰؑ یہ سیکھنے گئے تھے کہ کشتی کا تختہ کیسے توڑا جاتا ہے یا قتل کیونکر کیا جاتا ہے یا دیوار بنانے کی کیا ترکیب ہے؟ یا اس پر اجر لینا چاہئے یا نہیں؟۔ان باتوں میں سے کوئی بھی ایسی بات نہیں کہ جس کو ظاہر صورت میں مان کر حضرت موسیٰؑ جیسے اولوالعزم اور ذی شان نبی کا سفر جائز اور معقول قرار دیا جاسکے۔

☆ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سفر کے بارہ میں فرماتے ہیں "وَدِدْنَا ان موسیٰ کان صبر حتی یقصّ اللّٰہ علینا من خبرھما" (بخاری کتاب التفسیر) کاش موسیٰؑ صبر کرتے اور خاموش رہتے تاکہ خدا تعالیٰ ہمیں ان کی اور خبریں بھی بتا دیتا۔

اگر اس واقعہ کو ظاہری واقعہ سمجھا جائے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تو بہت ارفع ہے کوئی سمجھدار انسان ایسے سطحی امور کے معلوم کرنے کا کوئی شوق نہیں پاتا۔پس معلوم ہوا کہ یہ آئندہ کی خبریں تھیں جو کشفی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ظاہر ہوئیں اور چونکہ یہ غیبی خبریں آئندہ امت محمدیہؐ کے حالات کو ظاہر کرتی تھیں اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ کاش موسیٰؑ خاموش رہتے تو اور بھی باتیں کھل جاتیں۔

☆ اسی طرح حضرت ابن عباسؓ نے اس واقعہ کے اندر جو کنز کا لفظ ہے اس کی تعبیر میں فرمایا ہے: مَاکَانَ الْکَنْزُ اِلَّاعِلْمًا (ابن کثیر) یعنی اس واقعہ میں جو کنز کا ذکر ہے اس سے علم کے سوا اور کچھ مراد نہیں۔ظاہر ہے کہ یہ تعبیر ہے اور تعبیر کشف ہی کی ہوسکتی ہے۔ان دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ واقعہ کشف کا واقعہ ہے۔

اگر یہ کشف ہے تو اس کی کیا تعبیر ہے؟ علم تعبیر رؤیا میں نوجوان آدمی کو خواب میں دیکھنے کی ایک تعبیر یہ لکھی ہے "تَدُلُّ عَلَی الْحَرَکَةِ وَالْقُوَّةِ وَالْجَھْلِ" (تعطیر لانام) یعنی خواب میں نوجوان مرد کو دیکھے تو اس کے معنے قوت نشاط اور جہالت کے ہوتے ہیں اور یہی امور انسان کو شیطان کے پیچھے چلانے والے ہوتے ہیں۔

قتلِ غلام کا مفہوم

اس کے مطابق اب اس کشف میں یہ جو دکھایا گیا کہ اُس عبد نے ایک غلام کو مار دیا تو اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ اسلام کی وہ تعلیم جو نصاریٰ کے لئے قابل اعتراض ہوگی وہ اسلام کا لغو امور اور لہو ولعب اور شراب سے روکنا ہوگا۔ اس پر موسوی سلسلہ کے لوگ یعنی خصوصاً مسیحی اور یہودی یہ اعتراض کریں گے کہ اسلام جوانی کو مارتا ہے اور انسان کو زندگی کا لطف لینے نہیں دیتا اور یہ ظلم ہے اللہ تعالیٰ نے یہ طاقتیں زندگی کا مزہ لینے کے لئے دی ہیں نہ اس لئے کہ ان کو تباہ کردیا جائے۔ اور ان کے نزدیک گویا جوانی کا اسلام نے خون کردیا ہے۔اس کے بیان کے لئے کشف میں یہ ذکر ہے کہ اس عبد نے غلام کو قتل کر دیا۔اور کشف میں اس عبد سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی موسیٰ علیہ السلام نے شاگردی اختیار کی۔

حضرت موسیٰ کے اس کشفی سفر میں چھپے معارف اور اسرار کے مفصل مطالعہ کے لئے تفسیر کبیر جلد 4 میں سورہ کہف کی متعلقہ آیات کی تفسیر ملاحظہ ہو۔(باقی آئندہ)

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر5

متی باب 3

اس باب میں دو اہم واقعات کا ذکر ہے ایک تو یوحنّا یعنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے منادی کرنے اور اپنے ماننے والوں کو بپتسمہ دینے کا ذکر ہے۔ دوسرے یسوع یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حضرت یحییٰ سے بپتسمہ لینے اور پھر ان پر کبوتر کی شکل میں خدا کی روح کے اترنے کا ذکر ہے۔

یوحنّا کی منادی اور بپتسمہ کے بارہ میں اس باب میں لکھا ہے۔

''ان دنوں میں یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ کے بیابان میں یہ منادی کرنے لگا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔ یہ وہی ہے جس کا ذکر یسعیاہ نبی کی معرفت یوں ہوا کہ بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے کہ خداوند کی راہ تیار کرو۔ اس کے راستے سیدھے بناؤ۔ یہ یوحنا اونٹ کے بالوں کی پوشاک پہنے اور چمڑے کا پٹکا اپنی کمر سے باندھے رہتا تھا اور اس کی خوراک ٹڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ اسوقت یروشلیم اور سارے یہودیہ اور یردن کے گردونواح کے سب لوگ نکل کر اس کے پاس گئے۔ اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے دریای یردن میں اس سے بپتسمہ لیا۔'' (متی باب 3 آیت 1 تا 6)

متی کے انجیل نویس کے مذکورہ بالا بیان کے بارہ میں ایک بات جو قابل توجہ ہے یہ ہے کہ انجیل نویس نے یسعیاہ کا ایک حوالہ دیا ہے جو یسعیاہ باب 40 آیت نمبر 3 سے ماخوذ ہے۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ **متی کا انجیل نویس پرانے عہد نامہ کے حوالہ جات کو اپنی مرضی کے مطابق توڑتا مروڑتا ہے۔ اس حوالہ میں بھی ایسا ہی کیا گیا ہے۔** اصل حوالہ اس طرح ہے:

''پکارنے والے کی آواز! بیابان میں خداوند کی راہ درست کرو صحرا میں ہمارے خدا کے لئے شاہراہ ہموار کرو۔''

یسعیاہ کے اس حوالہ میں متی کے انجیل نویس نے یہ تبدیلی کی ہے۔

بیابان میں پکارنے والے کی آواز آتی ہے خداوند کی راہ تیار کرو اس کے راستے سیدھے بناو۔

گویا بیابان میں یہ آواز آ رہی ہے کیونکہ متی کا انجیل نویس اس کو یوحنا پر چسپاں کرنا چاہتا ہے اور یہ کہتا ہے یوحنا بپتسمہ دینے والا آیا اور یہودیہ بیابان میں یہ منادی کرنے لگا۔

مگر یسعیاہ یہ نہیں کہہ رہے۔ یسعیاہ تو یہ کہہ رہے ہیں کہ آواز آ رہی ہے کہ بیابان میں خداوند کی راہ درست کرو۔ صحراء میں ہمارے خدا کے لئے شاہراہ ہموار کرو۔

(یہ مدنظر رہے کہ پرانے عہد نامہ میں بالعموم صحراء سے اگر تعین نہ ہو تو عرب کا بیابان اور صحراء مراد ہوتا ہے)۔

الغرض متی کی انجیل نے بظاہر نظر چھوٹی سی تبدیلی کی ہے لیکن اس تبدیلی میں بھی اس کا مقصد پنہاں ہے۔ اگر آپ یسعیاہ باب 40 آیت 3 تا 11 تک پڑھیں تو اس میں جس عظیم الشان کام کی پیشگوئی ہے وہ یوحنا کے ہاتھوں ہوا ہی نہیں۔ وہ تو ایک عظیم کارنامہ کی طرف اشارہ ہے جو عرب کے بیابان اور صحراء میں تجلی پذیر ہوا۔ یسعیاہ میں لکھا ہے:

''پکارنے والے کی آواز! بیابان میں خداوند کی راہ درست کرو صحراء میں ہمارے خدا کے لئے شاہراہ ہموار کرو ہر ایک نشیب اونچا کیا جائے اور ہر ایک پہاڑ اور ٹیلہ پست کیا جائے اور ہر ایک ٹیڑھی چیز سیدھی اور ہر ایک ناہموار جگہ ہموار کی جائے اور خداوند کا جلال آشکارا ہوگا اور تمام بشر اس کو دیکھے گا کیونکہ خداوند نے اپنے منہ سے فرمایا ہے ایک آواز آئی کہ منادی کر (اقراء) اور میں نے کہا میں کیا منادی کروں ہر بشر گھاس کی مانند ہے اور اس کی ساری رونق میدان کے پھول کی مانند گھاس مرجھاتی ہے۔ پھول کملاتا ہے کیونکہ خداوند کی ہوا اس پر چلتی ہے یقیناً لوگ گھاس ہیں۔ ہاں گھاس مُرجھاتی ہے۔ پھول کملاتا ہے پر ہمارے خدا کا کلام ابد تک قائم ہے۔

(یسعیاہ باب 40 آیت 3 تا 8)

یہ عظیم الشان کام یوحنا کے ذریعہ انجام پذیر ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارے خدا کا کلام جو ابد تک رہنے والا ہے نہ یوحنا کی کتاب ہے نہ ہی نیا عہد نامہ ہے کیونکہ متی کی انجیل کے پہلے دو ابواب سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کہ نیا عہد نامہ خدا کا کلام ہی نہیں ہے۔ چہ جائیکہ اس کو ابد تک رہنے والا کلام قرار دیا جا سکے۔

۞...... **ایک اور بات جو اس باب میں قابل توجہ ہے وہ اس سخت زبان کے استعمال کے بارہ میں ہے جو حضرت یوحنا نے ان کو مخاطب کرتے ہوئے استعمال کی ہے جو ان سے بپتسمہ لینے آئے تھے۔** مثلاً انہوں نے فریسیوں اور صدوقیوں کو جو ان کی بیعت کرنے کے لئے آئے تھے کہا: ''اے سانپ کے بچو!''۔

حالانکہ وہ لوگ اطاعت کرنے اور محبت وعقیدت کا اظہار کرنے کے لئے آئے تھے۔ ایک طرف تو نئے عہد نامہ کو ماننے والے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ نرمی اور محبت اور شفقت اور اعلیٰ درجہ کے اخلاق کی تعلیم جو نئے عہد نامہ میں ہے کسی مذہب اور کسی مذہبی کتاب میں نہیں پائی جاتی مگر ساتھ ہی وہ حضرت یوحنا کی زبانی ایسے الفاظ کے اظہار کو نئے عہد نامہ میں بیان کرتے ہیں، اور جیسا کہ باب 23 میں بتایا جائے گا اس سے سخت زبان حضرت مسیح کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

۞...... **اس باب کے آخر میں ایک واقعہ کا بیان ہے جس کی موجودگی میں مسیحی چرچ نے یسوع کے بارہ میں جو مبالغہ آمیز عقائد تسلیم کئے ہوئے ہیں ان کا قلع قمع ہوتا ہے۔** چرچ سے گہرا تعلق رکھنے والے یسوع کے لئے خدا کا لفظ بھی بولتے ہیں خدا کا بیٹا کے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں یسوع کو دنیا کا اکمل ترین انسان بھی کہتے ہیں اور ان کی والدہ کو یسوع کی ماں کہنے کی بجائے خدا کی ماں بھی قرار دیتے ہیں مگر اس باب کے آخر میں لکھا ہے:

''اس وقت یسوع گلیل سے یردن کے کنارے یوحنا کے پاس اس سے بپتسمہ لینے آیا مگر یوحنا یہ کہہ کر اسے منع کرنے لگا کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے؟ یسوع نے جواب میں اس سے کہا اب تو ہونے ہی دے کیونکہ ہمیں اسی طرح ساری راستبازی پوری کرنا مناسب ہے۔ اس پر اس نے ہونے دیا۔'' (متی باب 3 آیت 13 تا 15)

اب حیرت کی بات ہے کہ ایک شخص ایک طرف پورے طور پر خدا ہے۔ خدا باپ سے مرتبہ، علم، طاقت اور اختیار میں برابر ہے۔ خدا کا بیٹا بھی ہے مگر وہ ایک کمزور انسان سے روحانی فیض حاصل کر رہا ہے بپتسمہ لے رہا ہے کیا یہ بات انسانی عقل کے لئے قابل فہم ہے؟

چرچ کہتا ہے کہ بطور انسانیت بھی یسوع تمام انسانوں سے اکمل اور اعلیٰ تھا تو حیرت ہے کہ ایک اکمل اور اعلیٰ انسان ایک ناقص انسان سے بپتسمہ لے رہا ہے۔

متی کے انجیل نویس نے صاف لکھا ہے کہ یہ بات یسوع کے مقام کو گرانے والی ہے اور وہ اس معروف واقعہ کو چھپا تو نہیں سکا مگر اس نے یہ کہہ کر بات کو نرم کرنے کی کوشش کی ہے کہ یوحنا یہ کہہ کر اسے منع کرنے لگا کہ میں آپ تجھ سے بپتسمہ لینے کا محتاج ہوں اور تو میرے پاس آیا ہے۔ مگر جب یسوع نے اصرار سے کہا کہ ہمیں اس طرح راستبازی پورا کرنا مناسب ہے۔ اس پر یوحنا نے ہونے دیا۔

متی کے انجیل نویس نے تو شاید یسوع کے بلند مقام پر حرف آنے کی وجہ سے یہ بات لکھی ہے مگر درحقیقت ایسی بات کہی ہے جو یسوع کے مقام کو اور بھی کمزور کرتی ہے کیونکہ یسوع کے جواب میں اس عمل کو راستبازی کی تکمیل قرار دیا گیا ہے۔ اب اگر راستبازی کی تکمیل کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا تو یہ کہنا کہ یسوع خدا تھا، خدا کا بیٹا تھا، اکمل ترین تھا اس فقرہ کے سامنے کہ راستبازی پوری کرنے کے یہ عمل کرنا ضروری ہیں بے معنی ہو جاتا ہے۔ کیا خدا کو، خدا کے بیٹے کو اور کامل ترین انسان کو راستبازی پوری کرنے کے لئے ایک ناقص کم تر انسان کی بیعت ضروری ہے؟

۞...... یہ بھی مدنظر رہے کہ **حضرت یوحنا کا یہ بپتسمہ متی کے انجیل نویس کے بیان کے مطابق توبہ کے لئے تھا** (متی باب 3 آیت 2) اور جو لوگ یوحنا سے بپتسمہ لیتے تھے وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے اس سے بپتسمہ لیتے تھے۔ (متی باب 3 آیت 6)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ یسوع نے جو حضرت یوحنا سے بپتسمہ لیا اور بپتسمہ لینے کو راستبازی کے لئے ضروری سمجھا تو انہوں نے بھی توبہ کی (جو گناہوں سے کی جاتی ہے) اور اپنے گناہوں کا اقرار کر کے بپتسمہ لیا۔ حالانکہ چرچ جہاں یسوع کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دیتا ہے وہاں معصوم اور گناہوں سے پاک بھی قرار دیتا ہے مگر خود یسوع اپنے آپ کو گناہوں سے پاک اور معصوم قرار نہیں دیتے کیونکہ لکھا ہے۔

''جب وہ باہر نکل کر راہ میں جا رہا تھا تو ایک شخص دوڑتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے آگے گھٹنے ٹیک کر اس سے پوچھنے لگا کہ اے نیک استاد میں کیا کروں کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں۔؟ یسوع نے اس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔''

(مرقس باب 10 آیت 17)

پھر دیکھئے لکھا ہے: ''پھر کسی سردار نے اس سے یہ سوال کیا کہ اے نیک استاد! میں کیا کروں تا کہ ہمیشہ کی زندگی کا وارث بنوں؟ یسوع نے اس سے کہا تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے کوئی نیک نہیں مگر ایک یعنی خدا۔'' (لوقا باب 18 آیت 18)

پس اگر مسیح معصوم اور نیک نہیں تھے اور انہوں نے یوحنا سے بپتسمہ لیا تھا تو ان کی خدائی اور معصومیت کے سب دعوے ہیچ ہیں۔

۞...... یہ بھی مدنظر رہے کہ **یسوع کے حضرت یوحنا سے بپتسمہ لینے کا ذکر صرف متی ہی نہیں بلکہ مرقس اور لوقا میں بھی ہے** اور جہاں متی نے اپنی طرف سے یہ کہہ کر حضرت یوحنا یسوع کو بپتسمہ سے منع کر رہے تھے اس بات کو نرم کرنے کی کوشش کی ہے وہاں مرقس میں اور لوقا میں ایسا کوئی ذکر نہیں بلکہ صاف طور پر یسوع کے حضرت یوحنا سے بپتسمہ لینے کا ذکر ہے۔ مرقس میں لکھا ہے:

''اور ان دنوں ایسا ہوا کہ یسوع نے گلیل کے ناصرہ سے آ کر یردن میں یوحنا سے بپتسمہ لیا۔'' (مرقس باب 1 آیت 9)

لوقا نے یوحنا کے بپتسمہ دینے کے ذکر کے بعد لکھا ہے:

''جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دعا کر رہا تھا تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا۔''

(لوقا باب 3 آیت 21)

مرقس کی انجیل میں یہ ذکر بھی واضح طور پر ہے کہ یوحنا آیا اور بیابان میں بپتسمہ دیتا اور گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرتا تھا۔ (مرقس باب 1 آیت 4)

اسی طرح لوقا کی انجیل میں حضرت یوحنا کے متعلق لکھا ہے: ''اور وہ یردن کے سارے گردونواح میں جا کر گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کے بپتسمہ کی منادی کرنے لگا۔'' (لوقا باب 3 آیت 3)

ان دونوں اناجیل سے خوب واضح ہے کہ یسوع نے حضرت یوحنا سے جو بپتسمہ لیا وہ گناہوں کی معافی کے لئے توبہ کا بپتسمہ تھا اس لئے یسوع کو خدا یا خدا کا بیٹا یا اکمل ترین معصوم اور گناہوں سے پاک انسان قرار دینا متی، مرقس اور لوقا کے بیانات سے متضاد ہے۔

۞...... ایک اور بات جو اس باب میں توجہ کے لائق ہے یہ ہے کہ **متی، مرقس اور لوقا تینوں اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ یوحنا سے بپتسمہ کے بعد یسوع پر روحانی فیوض کا خدا کی طرف سے نزول ہوا۔** اس بارہ میں بھی تینوں اناجیل کے بیانات توجہ سے پڑھئے۔

متی کی انجیل میں لکھا ہے: ''اور یسوع بپتسمہ لے کر فی الفور پانی کے پاس سے اوپر گیا۔ اور دیکھو اس کے لئے آسمان کھل گیا اور اس نے خدا کے روح کو کبوتر کی مانند اترتے اور اپنے اوپر آتے دیکھا اور دیکھو آسمان سے یہ آواز آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔''

(متی باب 3 آیت 17-16)

مرقس کی انجیل میں لکھا ہے۔ ''اور جب وہ پانی سے نکل کر اوپر آیا۔ تو فی الفور اس نے آسمان کو پھٹتے اور روح کو کبوتر کی مانند اپنے اوپر اترتے دیکھا اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ تجھ سے میں خوش ہوں۔''

(مرقس باب 1 آیت 11-10)

لوقا کی انجیل میں لکھا ہے: ''جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا اور یسوع بھی بپتسمہ پا کر دعا کر رہا تھا تو ایسا ہوا کہ آسمان کھل گیا اور روح القدس جسمانی صورت میں کبوتر کی مانند اس پر نازل ہوا اور آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے تجھ سے میں خوش ہوں۔''

(لوقا باب 3 آیت 22-21)

دیکھئے چرچ ایک طرف تو یسوع کو خدا کہتا ہے۔ پھر خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ پھر باپ اور روح القدس کی طرح الوہیت کے تین اقانیم میں سے قرار دے کر کامل خدا قرار دیتا ہے اور باپ سے ہم مرتبہ، طاقت اور اختیار میں مساوی المرتبہ قرار دیتا ہے۔ مگر ساتھ ہی تینوں اناجیل یہ اقرار کرتی ہیں کہ یسوع نے حضرت یوحنا سے بپتسمہ کے فیض اور برکت سے روح القدس پایا اور خدا کی خوشنودی حاصل کی اور اس کے پیارے بیٹے کا لقب پایا۔

اس موقعہ پر ہمیں قرآن شریف کی یہ آیت یاد آتی ہے کہ اگر یہ کلام خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو لَوَجَدُوْا فِیْهِ اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا (تو لوگ اس میں بہت سارا تضاد، اختلاف تضاد اور ٹکراؤ پاتے۔) **(باقی آئندہ)**

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے جماعت سمیت پورے یورپ میں مسجدوں کی تعمیر کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے لیکن ان مساجد کی خوبصورتی نمازیوں کے ساتھ ہے۔

یورپ میں مختلف ممالک میں گزشتہ سات آٹھ سال میں 44 مساجد کا اضافہ ہوا ہے۔ 2003ء میں جب مسجد بیت الفتوح کا افتتاح ہوا ہے تو اس سے پہلے باقاعدہ مسجد صرف ایک مسجد 'مسجد فضل' تھی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت یوکے کو 14 نئی مساجد بنانے کی توفیق ملی ہے۔

مانچسٹر میں نو تعمیر شدہ 'مسجد دارالامان' کا مبارک افتتاح۔ اس مسجد میں اور ملحقہ ہالز میں کُل تقریباً دو ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔

یہ مسجد اب یہاں کی جماعت میں ایک انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ ہونی چاہئے۔

مساجد کا حسن تو اُن کی آبادی سے ہے۔ ایسی آبادی جو خالصتہً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم جب مسجد بناتے ہیں یا بنائیں تو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اُس کی رضا کے حصول کے لئے بنانے والے ہوں اور مسجد بنانے کے لئے جو قربانی کی ہے، اُس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں نہ کہ کسی قسم کا فخر۔

ہر مسجد کی تعمیر کے ساتھ جہاں ہمیں اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینے کی اور دعاؤں کی ضرورت ہے وہاں اپنی اولاد کی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ اور صحابیات کی عبادت کے قیام کی روشن مثالوں کا تذکرہ اور احباب جماعت کو اس حوالہ سے اہم نصائح

مسجد دارالامان مانچسٹر کے افتتاح کے موقع پر فرمودہ خطبہ جمعہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ مورخہ 27/اپریل 2012ء بمطابق 27/شہادت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد دارالامان مانچسٹر

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

اِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهِيْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۔ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۔ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۔رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِکَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَيُزَکِّيْهِمْ۔اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَکِيْمُ (البقرة:128تا 130)

ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ: اور جب ابراہیم اُس خاص گھر کی بنیادوں کو استوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی (یہ دعا کرتے ہوئے) کہ اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے قبول کر لے۔ یقیناً تو ہی بہت سننے والا اور دائمی علم رکھنے والا ہے۔ اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے اور ہماری ذریت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امت پیدا کردے۔ اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔ یقیناً تو ہی بہت توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ اور اے ہمارے ربّ! تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور اس کی حکمت بھی سکھائے اور اُن کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تو ہی کامل غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

ان آیات میں وہ عظیم نمونہ اور دعا بیان ہوئی ہے جس میں عاجزی اور انکساری، قربانی و وفا، اپنی نسل کے خدا تعالیٰ سے جڑے رہنے کی فکر اور دعا، دنیا کی ہدایت اور رہنمائی اور عبدِ رحمان بننے کی فکر اور دعا کے اعلیٰ ترین معیار قائم کئے ہیں۔ پہلی آیت میں اُس قربانی کا ذکر ہے۔ بہت بڑی قربانی جو حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے کی تھی۔ یعنی ہر پتھر جو خانہ کعبہ کی دیواروں پر چُنا جا رہا تھا وہ اس بات کی طرف بھی توجہ دلا رہا تھا کہ اب اس گھر کے مکمل ہونے کے بعد باپ نے بیٹے اور اُس سے پیدا ہونے والی نسل کو اس بے آب و گیاہ جگہ میں ہمیشہ کے لئے آباد کرنا ہے۔ اور بیٹے کو توجہ دلا رہا تھا کہ تم نے اب اس بے آب و گیاہ جگہ میں اس گھر کی رونق قائم کرنے کے لئے یہیں رہنا ہے۔ ان دونوں بزرگوں کو، اللہ تعالیٰ کے ان فرستادوں کو خدا تعالیٰ کے وعدوں پر یہ تو یقین تھا کہ ایک روز اس گھر نے تمام دنیا کا محور بننا ہے مگر یہ کیا پتہ تھا کہ یہ سب کچھ کب ہو گا؟ اُس وقت تو صرف قربانی اور صرف قربانی ہی نظر آ رہی تھی لیکن اس کے باوجود عاجزی کی انتہا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر رہے ہیں کہ ہم تیرے گھر کی تعمیر کا جو یہ کام کر رہے ہیں، یہ تیرے ہی فضل سے ہے۔ پس ہماری اس قربانی کو قبول فرما لے۔ کوئی اظہارِ بڑائی نہیں کہ ہم نے جو کام کیا ہے یہ ہمارا حق بنتا ہے کہ اس کا بدلہ ہمیں ملے اور جلد ملے۔ بلکہ اے خدا! اے سمیع و علیم خدا! جو دعاؤں کا سننے والا ہے، تو ہماری دعاؤں کو سن لے۔ ہمارے پاس جو قربانی کرنے کے لئے تھا وہ کر دیا اور آئندہ بھی عہد کرتے ہیں کہ قربانی کریں گے بلکہ ہم تو چاہتے ہیں کہ ہماری نسلیں بھی اس قربانی میں شامل ہوں۔ یہ وہ دعا تھی جو ان دو بزرگوں نے کی۔ پھر یہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے دل کی حقیقت تیرے سامنے رکھ دی۔ تو علیم ہے جانتا ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں، صرف اور صرف تیری رضا کے حصول کے لئے کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں۔ تو ہماری اس قربانی کو قبول کر کے اب جلد اسے ایسا گھر بنا دے جو تیرا گھر ہو اور تیرا گھر ہونے کی برکت سے یہ بیابان آباد ہو جائے۔ ہم تو تیرے حکم سے جو سمجھے اُس کی ظاہری تعمیل میں اس گھر کی تعمیر ہو گئی تا کہ آبادی کا مرکز بن جائے لیکن اس کی حقیقی آبادی اے اللہ! تیرے فضل پر منحصر ہے۔ اس گھر کو ظاہری طور پر آباد کرنے والوں کو بھی وہ بصیرت اور بصارت عطا فرما جو تجھ تک پہنچانے والی ہو اور روحانیت میں بڑھانے والی ہو۔ پس یہ وہ روح تھی جس کی تتبع میں مسلمانوں کی مساجد تعمیر ہوتی ہیں اور ہونی چاہئیں۔ ورنہ خوبصورت عمارات تو کوئی چیز نہیں ہیں۔ بڑی خوبصورت مساجد بنتی ہیں لیکن اُن میں روح مفقود ہوتی ہے۔ جو مقصد ہے وہ اُن میں نہیں پایا جاتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ مساجد میں نقش و نگار نہیں ہونے چاہئیں۔ (سنن ابن ماجہ کتاب المساجد والجماعۃ باب تشیید المساجد حدیث 741) جس طرح دوسرے مذاہب والوں نے اپنی عبادت گاہوں میں نقش و نگار بنائے ہوتے ہیں۔ لیکن بہت سی مساجد ہمیں نقش و نگار والی نظر آتی ہیں جو بادشاہوں نے بنائیں، امراء نے بنائیں، بلکہ بعض پر بادشاہوں نے سونے کا پانی بھی پھروایا۔ لیکن یہ اُن کا

حسن نہیں ہے، نہ یہ سونے کا پانی، نہ یہ نقش ونگار۔ مساجد کا حسن تو اُن کی آبادی سے ہے۔ ایسی آبادی جو خالصۃً اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک جگہ ذکر کیا، غالباً مصر کا ذکر ہے کہ مَیں ایک عرب ملک میں ایک بہت بڑی اور خوبصورت مسجد میں جب گیا تو دیکھا کہ چار پانچ نمازی ایک کونے میں نماز پڑھ رہے تھے۔ جب اُن سے پوچھا کہ یہ کیا قصہ ہے؟ تو مسجد کا امام جو اُن کو نماز پڑھا رہا تھا، اُس نے کہا کہ لوگ نماز کے لئے نہیں آتے اور مَیں شرم کی وجہ سے محراب میں کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھاتا کہ کوئی نیا آنے والا یہ دیکھ کر کیا کہے گا کہ اتنی بڑی اور خوبصورت مسجد ہے اور نمازی چار پانچ ہیں۔ اس لئے ہم کونے میں نماز پڑھ لیتے ہیں تا کہ لوگ سمجھیں کہ اصل نماز ہو گئی ہے اور یہ بعد میں آنے والے نماز پڑھ رہے ہیں۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 357)

لیکن دوسری صورت بھی ہے کہ مسجدوں میں لوگ جاتے بھی ہیں، کافی آبادی ہوتی ہے لیکن دل عموماً اُس روح سے خالی ہوتے ہیں جو ایک مسجد میں جانے والی کی ہونی چاہئے۔ دنیاداری نمازوں کے دوران بھی غالب رہتی ہے۔ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف خالص نہیں ہوتی۔

پس ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ہم جب مسجد بناتے ہیں یا بنائیں تو خدا تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اُس کی رضا کے حصول کے لئے بنانے والے ہوں اور مسجد بنانے کے لئے جو قربانی کی ہے، اُس پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کریں نہ کہ کسی قسم کا فخر۔ کیونکہ ہماری یہ جو قربانی ہے، جو ہم کرتے ہیں، یہ اُس قربانی کا لاکھواں حصہ بھی نہیں ہے بلکہ اس سے بھی بہت کم ہے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی تھی۔ صرف مال کی قربانی ہم کرتے ہیں اور وہ بھی عموماً اپنے وسائل کے مطابق۔ یقیناً آج کل کی دنیا میں یہ بھی بہت بڑی قربانی ہے کہ مالی قربانی کی جائے، نیک مقصد کے لئے قربانی کی جائے، اپنی ترجیحات بدل کر مالی قربانی کی جائے اور مسجدوں کی تعمیر کرنا ایک قابلِ تعریف کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت مواقع پر اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور ایسے لوگ جزا پانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کو مغربی ممالک میں اس طرف بہت توجہ پیدا ہوئی ہے اور مساجد بن رہی ہیں اور اپنی ترجیحات بعضوں نے تو اس حد تک بدل لی ہیں کہ زائد پیسے میں سے نہیں بلکہ اپنے آپ کو مشکل میں ڈال کر پھر قربانیاں کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں کبھی کوئی فخر نہیں ہونا چاہئے۔

اس مسجد کی تعمیر پر تقریباً بارہ لاکھ پاؤنڈ خرچ ہوئے ہیں یعنی ایک اعشاریہ دو ملین پاؤنڈ اور جماعت نے یہاں قریباً اتنی رقم کے وعدے کئے اور ادائیگی بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو رہی ہے۔ پچھتّر (75) فیصد ادائیگی کر بھی دی۔ بعض نے بڑی بڑی قربانیاں بھی دیں۔ میں دیکھ رہا تھا کہ چوراسی (84) ہزار پاؤنڈ یا اٹھہتر (78) ہزار پاؤنڈ تک بھی ایک ایک آدمی نے قربانی دی ہے اور ایسے افراد بھی ہیں جنہوں نے پندرہ بیس ہزار، تیس ہزار کی رقمیں دیں۔ تقریباً گیارہ آدمیوں کے کُل وعدے مَیں دیکھ رہا تھا کہ تین لاکھ سے اوپر بنتے ہیں۔ تو یہ بہت بڑی قربانی ہے جو آجکل کے حالات میں جماعت کے افراد کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہر قربانی جو ہے وہ ہمیں عاجزی کی طرف متوجہ کرنے والی ہونی چاہئے۔ کیونکہ اس سب کے باوجود اللہ تعالیٰ نے جو نمونہ ہمارے سامنے پیش فرمایا وہ یہ ہے کہ ہماری قربانیاں حقیر ہیں اُن کی کوئی حیثیت نہیں۔

دوسرے ان قربانیوں کا فائدہ تبھی ہے جب اس گھر کی آبادی بھی ہو۔ ایک وہ بے آب و گیاہ جگہ تھی۔ بیابان تھا جہاں آبادی نہیں تھی اور وہاں اللہ تعالیٰ کا گھر بنایا گیا اور ان ممالک میں روحانی لحاظ سے یہ بنجر علاقے ہیں۔ ان علاقوں کو بھی آباد کرنا ہے اور سرسبز بنانا ہے اور اسی مقصد کے لئے ہم یورپ میں مساجد تعمیر کر رہے ہیں۔ پس یہ بہت بڑا کام ہے جس کو ہمیں ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھنا چاہئے۔ صرف جمعوں کی آبادی سے ہماری مسجدیں آباد نہیں ہو سکتیں بلکہ نمازوں کی حاضری بھی ہو۔ اور آج جب اس مسجد کا افتتاح ہم کر رہے ہیں تو یہ دعا کریں کہ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

پس ہماری مالی قربانیاں اُس وقت قبولیت کا درجہ پائیں گی جب ہم خدا تعالیٰ سے یہ عہد بھی کریں اور دعا بھی کریں کہ ان قربانیوں کو قبول فرماتے ہوئے ہماری روحانی ترقی کے بھی سامان فرما اور اس مسجد کو آباد رکھنے کی توفیق بھی عطا فرما۔ کیونکہ تو جانتا ہے کہ خالصتاً تیری عبادت کے لئے یہ مسجد کی تعمیر ہو رہی ہے اور پھر اس علاقے میں ایسے لوگوں کی آبادی کر جو روحانیت میں ترقی کرنے والے ہوں۔ کیونکہ تیرے ذکر سے پُر رکھنے کے لئے یہ مسجد تعمیر کی گئی ہے۔ پس ہماری قربانی قبول کر کے ہمیں اُس روحانی مقام پر پہنچا جو تیرے قرب کا ذریعہ بنائے۔ تا کہ تیرے انعامات حاصل کرتے ہوئے ہم تیری جنّتوں کے وارث بن جائیں۔

احادیث میں آتا ہے۔ مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ربّ عزّ وجل فرمائے گا کہ مجمع والے عنقریب جان لیں گے کہ کون بزرگی اور شرف والے ہیں۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! بزرگی اور شرف والے کون ہیں؟ آپ نے فرمایا مساجد میں ذکر کی مجالس لگانے والے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 173 مسند ابی سعید الخدری حدیث 11675 مطبوعہ بیروت 1998ء)

پھر بخاری کی ایک حدیث ہے جو حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’جو صبح و شام مسجد کو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت میں مہمان نوازی کا سامان تیار کرتا ہے‘‘۔ (صحیح بخاری کتاب الأذان باب فضل من غدا الی المسجد و من راح حدیث 662)

پس ہماری مساجد بزرگی اور شرف کے معیار قائم کرنے والی ہونی چاہئیں۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد بھی اور اس میں آنے والے بھی، اللہ تعالیٰ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگ ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں۔ جنت میں اللہ تعالیٰ کی مہمان نوازی سے حصہ پانے والے ہوں۔ پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اس نیت سے مسجدیں بناتے ہیں اور اس نیت سے مسجدوں میں آتے ہیں اور صرف اس دنیا کی جنت نہیں بلکہ اُس دنیا میں بھی، جو دوسری دنیا ہے وہاں بھی اُن کو جنتیں ملتی ہیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ صرف اُس دنیا کی جنت کی تلاش نہیں کرتے جس کا ذکر حدیث میں ہے بلکہ اِس دنیا کی جنت بھی تلاش کرتے ہیں۔ ہماری اکثر مساجد میں گنبد کے نیچے لکھا ہوتا ہے، یہاں بھی اس گولائی میں لکھا ہوا ہے کہ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) کہ آگاہ ہو جاؤ۔ اللہ کے ذکر سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔ پس جن کے دل اطمینان پا جائیں، اُن کے لئے اس سے بڑی جنت کونسی ہو گی؟ آجکل دنیا میں جس قدر بے چینیاں پیدا ہو رہی ہیں وہ خدا تعالیٰ کو بھولنے کی وجہ سے ہیں۔ خدا تعالیٰ کو یاد رکھنے والے، اُس کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر کرنے والے تو تکلیفوں کو بھی خدا تعالیٰ کی خاطر برداشت کرتے ہیں اور اُنہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کا ذریعہ بنا کر اپنے دلوں کی تسکین کا باعث بناتے ہیں۔ دنیا میں سینکڑوں لوگ اس لئے خودکشیاں کرتے ہیں، روزانہ کرتے ہیں، کہ وہ دنیاوی صدمات برداشت نہیں کر سکتے یا بعضوں کو دنیاوی صدمات کا اتنا زیادہ اثر ہوتا ہے کہ ویسے ہی اُن کو دل کے دورے پڑ جاتے ہیں۔ ابھی گزشتہ دنوں مجھے کسی نے پاکستان سے لکھا کہ وہاں شیخوپورہ کے علاقے میں شاید شدید طوفان اور ژالہ باری ہوئی اور لوگوں کی فصلیں تباہ ہو گئیں۔ ایک زمیندار اپنے کھیت میں گیا، خربوزے کی شاید فصل تھی۔ دیکھا تو سب ختم ہوا ہوا تھا۔ اُس کو اتنا صدمہ پہنچا کہ وہ چیز دیکھ کر ہی اُس کو دل کا حملہ ہوا اور وہ وفات پا گیا۔ تو یہ جو دنیاوی صدمات ہیں وہ اللہ والوں کو دنیاوی نقصانوں سے نہیں ہوتے بلکہ وہ ہر صدمہ پر اللہ تعالیٰ سے لَو لگاتے ہیں۔

مومن ہمیشہ صدمات پر خدا تعالیٰ کی آغوش میں آتے ہوئے اطمینانِ قلب پاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں ایک جگہ سورۃ رحمان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن:47) کہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اُس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ پس جو اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ذکر، اُس کی عبادت کرنے والے ہیں وہ اطمینانِ قلب حاصل کر کے اس دنیا میں بھی جنت حاصل کرتے ہیں اور پھر اس دنیا کی جنت جو ایک بندے کو عبدِ رحمان بننے کی وجہ سے ملتی ہے، وہ اگلے جہان کی جنت کا بھی وارث بنا دیتی ہے۔

پھر اگلی آیت جو میں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل یہ دعا مانگ رہے ہیں کہ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ کہ اے ہمارے ربّ! ہم جو دو ہیں، ہمیں نیک بندے بنا دے۔ یہ بھی دیکھیں، پھر ایک اور دفعہ انتہائی عاجزی کا مقام ہے۔ سب قربانیاں کرنے کے باوجود، اللہ تعالیٰ کے فرستادے ہونے کے باوجود پھر بھی یہ دعا ہے کہ اے خدا! ہمیں تو اپنے نیک بندے بنا دے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اپنی بیوی اور بیٹے کو بے آب و گیاہ جگہ میں خدا کے حکم کی تعمیل میں چھوڑنے کے باوجود یہ عرض ہے کہ مجھے اپنا فرمانبردار بنا دے۔ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاطر دے دیا۔ اولاد دے دی۔ بیوی دے دی۔ پھر بھی یہ ہے کہ ایسی فرمانبرداری عطا فرما کہ میں کامل اطاعت کرنے والا بن جاؤں۔ بیٹے کا گلے پہ چھری پِھروانے کے لئے تیار ہونے کے باوجود جو خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر تھا، پھر یہ عرض ہے کہ ہمیں ہر حکم کو ماننے والا اور فرمانبردار اور نیک بنا دے۔

پس یہ مقام ہے جو ایک مومن کو حاصل کرنا چاہئے کہ کبھی اپنی نیکیوں پر فخر نہ ہو۔ نہ ہی اُن پر بھروسہ ہو۔ کبھی اپنی قربانیوں کا مان نہ ہو۔ خدا تعالیٰ کے حضور تو ڈرتے ڈرتے ہر وقت یہ عرض ہے کہ اے اللہ! ہمارے عمل تو کچھ بھی نہیں ہیں۔ اگر تیرا فضل ہو گا تو ہم نیک بندے بن سکتے ہیں۔ عبدِ رحمٰن بن سکتے ہیں۔ پس ہماری استدعا ہے، ہماری دعا ہے، عاجزانہ درخواست ہے کہ ہمیں نیکیوں پر قائم رکھنا اور اپنے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والا بنانا۔ اپنی رضا پر چلنے والا بنانا کہ یہی وہ عظیم مقصد ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اور پھر صرف اپنے لئے ہی نہیں بلکہ ہم اپنی نسل کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔ وہ دعا یہ ہے کہ وَمِنْ ذُرِّیَّتِنَا اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ کہ اور ہماری ذریت میں سے بھی فرمانبردار اور تیرے احکام بجالانے والی امّت پیدا کر۔

پس اللہ کا گھر بنا کر پھر اپنی زندگی تک ہی اُس کی آبادی کی فکر نہیں بلکہ عرض کی کہ اس کو آباد رکھنے کے لئے، اس سے روحانی فیض پانے کے لئے، تیری کامل فرمانبرداری کرنے کے لئے ہماری نسلوں میں سے بھی ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں اور یہی ایک مومن کی بھی دعا ہونی چاہئے۔

پس یہی سبق ہے جو آج ہمارے لئے ہے کہ مسجد کے ساتھ صرف بڑے بوڑھوں کا تعلق قائم نہ ہو یا جو فارغ لوگ ہیں اُن کا تعلق قائم نہ ہو بلکہ اپنی مصروفیت میں سے بھی وقت نکال کر لوگ عبادت کے لئے یہاں آئیں اور آباد کریں۔ اپنی نسلوں کا تعلق پیدا کرنے کی بھی ہم کوشش کریں۔ ہماری نسلوں میں نوجوانوں اور بچوں میں بھی عبادت کی تڑپ پیدا ہو جائے۔ اس کے لئے جہاں عملی کوشش کی ضرورت ہے وہاں بہت بڑا ذریعہ دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو دلوں کا حال جاننے والا ہے اور سننے والا ہے، نیک نیتی سے کی گئی دعاؤں کو سنتا ہے۔ اس لئے دعا مانگیں کہ جب یہ عبادتوں کی جاگ، اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی جاگ لگتی ہے تو یہ ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں لگتی چلی جائے۔ اگر خود عبادتوں میں اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے میں سستی ہو تو نسلوں میں بھی پھر سستی رہتی ہے۔ پس ہر مسجد کی تعمیر کے ساتھ جہاں ہمیں اپنی حالتوں کی طرف توجہ دینے کی اور دعاؤں کی ضرورت ہے وہاں اپنی اولاد کی تربیت کی طرف بھی توجہ کرنی چاہئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جو یہ دعا ہے کہ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا۔ یہ ہمیں اپنی تربیت اور عبادتوں کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے اور اپنی اولاد کی بہتر حالتوں کی طرف لے جانے کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔ مَنَاسِکَنَا کا مطلب ہے کہ عبادت اور حقوق اور وہ تمام باتیں جو خدا تعالیٰ کے حضور ہمیں ادا کرنی چاہئیں۔ پس عبادت کے ساتھ تمام حقوق اللہ ادا کرنے کی طرف ہمیں توجہ دلائی ہے اور

پھر یہ بھی کہ ان عبادتوں اور حقوق اللہ کی ادائیگی کے بعد اپنے زعم میں کوئی یہ نہ سمجھے کہ مَیں نے بہت کچھ کرلیا ہے۔ یہ دعا ہے کہ تُبْ عَلَیْنَا۔ ہماری توبہ قبول کرلے۔ ہماری طرف متوجہ ہو۔ اور ایسی توبہ قبول کر کہ اگر ہم چھوٹی موٹی غلطیاں کربھی جائیں تو درگزر کردیا کر۔ تُو یقیناً توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

پس جب ایک تسلسل سے خود بھی یہ دعا کی جائے گی تو مسجد کی تعمیر کا مقصد بھی پورا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے کوشش کا حق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہوگی۔ اپنی اولادوں کو بھی اس راستے پر ڈالنے کی کوشش ہوگی اور اُن اعلیٰ ترین برکات اور رحمتوں کا فیض بھی ہمیں ملے گا جو حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں جاری فرمایا اور جن برکات نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے کر ایک ایسا انقلاب پیدا کیا کہ مُردے زندہ ہونے لگے۔ روحانیت کے نئے نئے چشمے پھوٹنے لگے۔ عبادتوں کے ایسے معیار قائم ہوئے جو نہ کسی نے پہلے دیکھے، نہ سنے۔ اور وہ عظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوا جس پر عبادتوں کی بھی انتہا ہوئی۔ جس پر وفاؤں کی بھی انتہا ہوئی۔ جس پر حقوق اللہ کی ادائیگی کی بھی انتہا ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ کے ہاں قبولیت کا درجہ پاتے ہوئے یہ سب باتیں اُس مقام پر پہنچیں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے پیارے رسول حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ اعلان کروایا کہ قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن (الانعام: 163) ۔ تُو اعلان کردے کہ یقیناً میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جو ربّ العالمین ہے۔

پس یہاں اللہ تعالیٰ کے نزدیک عبادتوں، قربانیوں اور ہر عمل کے وہ معیار قائم ہوئے جو نہ پہلے کبھی دیکھے گئے، نہ سنے گئے، جیسا کہ مَیں نے کہا۔ یہ وہ معراج تھی جو ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے لئے یہ اعلان کروا دیا کہ اللہ تعالیٰ کی محبت اب اسی عظیم رسول کی اتباع سے مل سکتی ہے، اس کے بغیر نہیں مل سکتی۔ یہ اسوہ حسنہ ہے جس میں عبادتوں اور قربانیوں کے معیار قائم ہوئے ہیں۔ اور پھر جنہوں نے آپ کی قوت قدسی سے براہِ راست فیض پایا اُن کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے فیض پانے کے نئے سے نئے راستے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے سے کھلتے چلے گئے۔ ساری ساری رات عبادتیں کرنے والے اور دن کے وقت دین کی خاطر قربانیاں کرنے والے پیدا ہوئے۔ جو روحانی لحاظ سے مردے تھے، وہ ایک اعلیٰ ترین زندگی پا گئے۔ یہ وہ عظیم رسول تھا جو تا قیامت تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے آیا تھا۔ پس یہ فیض آج بھی جاری ہے۔ یہ اُسوہ حسنہ آج بھی اسی طرح روشن اور چمکدار ہے جس طرح پہلے دن تھا۔ جو عظیم تعلیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اتری جو آپؐ لے کر آئے، وہ آج بھی اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہی ہے۔ اس عظیم نبی کو اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں وہ غلامِ صادق عطا فرمایا ہے جس کو آخرین میں مبعوث فرما کر پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کام، جس میں آیات کی تلاوت بھی ہے، تزکیۂ نفس بھی ہے، کتاب کی تعلیم بھی ہے اور احکامات کی حکمت بھی بیان ہوئی ہے، ان کاموں کو جاری فرمایا اور پھر اس غلامِ صادق کے ماننے والوں نے بھی اپنی عبادتوں اور اپنے اعمال کو اپنے آقا و مطاع کے اسوہ حسنہ کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی اور اسلامی تعلیمات کو اپنے اوپر اس طرح لاگو کیا کہ مخالفینِ احمدیت بھی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ اسلامی شعائر کا عملی نمونہ دیکھنا ہے تو ان لوگوں میں دیکھو۔ پس یہ وہ معیار ہے جو ہمارے بڑوں نے قائم کر کے مخالفین کی زبانوں کو نہ صرف بند کیا بلکہ اُن سے اقرار کروایا کہ حقیقی اسلام کی عملی تصویر جماعت احمدیہ کے افراد میں دیکھو۔ آج بھی ہمارے لئے یہی بہت بڑا مقصد ہے جو ہمیں سامنے رکھنا چاہئے، جس کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ہم نے دنیا کے منہ بند کروانے ہیں۔ اپنے نیک اعمال سے دنیا کو اسلام کی خوبصورت تعلیم کی طرف راغب کرنا ہے۔ اپنی عبادتوں اور اپنی نمازوں سے اپنی سجدہ گاہوں کو تر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنا ہے۔ اپنے ساتھ اپنی اولادوں کو بھی اس مقصد کا حق ادا کرنے والا بناتے ہوئے مسجدوں کے ساتھ جوڑنا ہے۔ تبھی ہم مسجد کی تعمیر کا حق ادا کرسکیں گے۔ تبھی ہم رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا۔ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم کی دعا سے فیض پانے والے ہوسکیں گے، تبھی ہم زمانے کے امام کی بیعت میں آنے کا صحیح حق ادا کرنے والا کہلاسکیں گے۔ تبھی ہم محبوبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر کے اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والے بن سکیں گے۔

پس آج اس مسجد کی تعمیر کے ساتھ جو کمزور طبع لوگ ہیں وہ اپنے نئے راستے متعین کریں جو اپنے عہدوں کو پورا کرنے کے راستے ہیں۔ جو حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے راستے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے کے راستے ہیں۔ اسی طرح جو بہتر معیار کے ہیں، جن کی نمازوں کی طرف توجہ رہتی ہے، جو مسجدوں میں آنے والے ہیں، اُن کی آبادی کی طرف توجہ رکھتے ہیں وہ بھی ان باتوں کے اعلیٰ مدارج حاصل کرنے کے لئے اپنی عبادتوں اور حقوق اللہ کی ادائیگی کے اعلیٰ معیار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔

یہ مسجد اب یہاں کی جماعت میں ایک انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ ہونی چاہئے۔ جو معلومات مَیں نے لی ہیں۔ اس بڑے ہال میں مردوں کے لئے اگر سات سو ساٹھ (760) نمازیوں کے لئے جگہ ہے تو اس کو ہر نماز میں جلد سے جلد بھرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح یہ بھی مجھے رپورٹ دی گئی کہ عورتوں کے لئے پانچ سو ساٹھ (560) نمازیوں کے لئے جگہ ہے۔ دو ہالوں میں بوقتِ ضرورت چھ سو اسّی (680) نمازیوں کی جگہ ہوسکتی ہے۔ یعنی اس مسجد میں کُل تقریباً دو ہزار نمازی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اس 'پڑھ سکنے کے' فقرے کو جلد سے جلد 'پڑھتے ہیں' میں بدلنے کی کوشش کریں۔ تبھی مسجد کی تعمیر اور عبادت کا حق ادا کرسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یوکے جماعت سمیت پورے یورپ میں مسجدوں کی تعمیر کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے لیکن اس تعمیر کی خوبصورتی نمازیوں کے ساتھ ہے۔ ان مساجد کی خوبصورتی نمازیوں کے ساتھ ہے۔ میں جائزہ لے رہا تھا، دیکھ رہا تھا کہ 2003ء میں جب مسجد بیت الفتوح کا افتتاح ہوا ہے تو اس سے پہلے باقاعدہ مسجد صرف ایک مسجد 'مسجد فضل' تھی۔ اُس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت یوکے کو چودہ نئی مساجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی جو باقاعدہ مساجد ہیں۔ اسی طرح گزشتہ سات آٹھ سالوں میں یورپ میں جو پہلے تیرہ مساجد تھیں اب تقریباً ستاون (57) ہیں۔ تقریباً اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایک مکمل ہونے کے اپنے آخری مرحلے میں ہے۔ ستاون مساجد تیار ہوگئی ہیں اور یورپ کے مختلف ممالک میں چوالیس (44) مساجد کا سات آٹھ سال میں اضافہ ہوا ہے۔ جس میں جرمنی میں سب سے زیادہ ہیں۔ لیکن ان کی خوبصورتی ان کی تعمیر سے نہیں، ان کے نمازیوں سے ہے۔ اس لئے مَیں آج پھر ان یورپین ممالک کے احمدیوں کو بھی کہتا ہوں کہ ہمارا فخر مساجد بنانے میں نہیں۔ اس کی پیشگوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی کہ ایک وقت میں مساجد بنانے پر فخر کیا جائے گا، لیکن یہ فخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کی جماعت سے منسوب ہونے والوں کا کام نہیں ہے۔ دوسرے مسلمان بیشک یہ فخر کرتے پھریں۔ ہمارا تو مقصد تب پورا ہوگا جب ہماری ہر مسجد کی آبادی اتنی بڑھ جائے کہ وہ چھوٹی پڑ جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

میں اس وقت اس عاشقِ صادق سے براہِ راست فیض پانے والے چند لوگوں کی عبادت کے لئے تڑپ اور ان کے معیار کے کچھ واقعات کا بھی ذکر کرنا چاہتا ہوں جو مَیں نے روایات میں سے لئے ہیں۔ نمازوں میں محویت کا عالم ہے۔ یہ واقعہ سنیں۔

حضرت جان محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد عبدالغفار صاحب ڈسکوی فرماتے ہیں کہ مغرب کی نماز مسجد مبارک کی چھت پر ادا ہونے کے وقت (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں قادیان میں) مسجد مبارک کے محراب کے مغرب صحن خانہ مرزا نظام الدین صاحب وغیرہ میں انہوں نے مع دیگر آٹھ نو اشخاص مجلس لگا رکھی تھی اور حقہ نوشی ہو رہی تھی (یہ مخالف تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رشتہ دار تھے لیکن مخالفت میں بہت زیادہ بڑھے ہوئے تھے۔ دین سے ان کی بالکل بے رغبتی تھی۔ بلکہ خدا تعالیٰ سے انکاری تھے) وہ کہتے ہیں انہوں نے مجلس لگائی ہوئی تھی اس میں حقہ نوشی ہو رہی تھی، صفوں پر شراب بھی پڑی ہوئی تھی اور چارپائیوں پر اہلِ مجلس بیٹھے ہوئے تھے۔ تو جب ہم نماز پڑھنے لگے تو جتنے یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے تکبیرِ اولیٰ کے ساتھ ہی سارنگی اور طبلے پر چوٹ لگائی اور مراثیوں نے گانا شروع کر دیا تا کہ مسجد میں نمازی ڈسٹرب ہوں۔ (لیکن کہتے ہیں) مگر ہماری نماز میں غضب کی محویت تھی۔ اس طرف خیال بھی نہیں جاتا تھا کہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ باجے بجاتے رہے لیکن ہمیں اپنی عبادتوں سے نہ روک سکے یا توجہ نہ ہٹا سکے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 48)

حضرت حاکم علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیعت کے بعد کی تبدیلی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (بیعت کے بعد) محبت نے مجھے اس قدر دیوانہ کر دیا کہ کوئی مہینہ ایسا نہ ہوتا کہ مَیں حاضر نہ ہوتا۔ پس میری زندگی گویا مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کے لئے تھی۔ مَیں نے اپنے گھر کے پاس ایک الگ چھوٹی سی مسجد بنالی اور میں تہجد کی نماز کے وقت اُس مسجد میں چلا جاتا اور عشاء کی نماز پڑھ کر میں مسجد سے آتا۔ اتنا وقت گویا بیس یا بائیس گھنٹے مسجد میں رہتا تھا اور روزہ رکھتا تھا اور ایک وقت میں کھانا کھاتا تھا لیکن کوئی بھوک پیاس نہ لگتی تھی۔ بے تکلف مَیں اتنا وقت قرآنِ شریف نماز و دعا میں صرف کرتا تھا اور نہایت خوش رہتا تھا اور حالت ایسی ہوگئی کہ کسی معاملے کے متعلق دعا کروں اور توجہ کروں تو اُسی وقت اُس کی صحیح خبر مل جاتی یعنی بذریعہ کشف۔ اس وجہ سے مجھے خدا تعالیٰ کے ساتھ اور قرآن شریف کے ساتھ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت بڑھ گئی اور مسیح موعود علیہ السلام پر میرا ایسا ایمان مضبوط ہوا جو لرزہ نہیں کھاسکتا تھا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 364)

بہت سارے لوگ ہیں۔ یہاں بھی آئے ہوئے ہیں۔ اسائیلم لینے والے ہیں۔ بڑی عمر کے ہیں۔ فارغ بیٹھے رہتے ہیں۔ اُن کو چاہئے کہ بجائے وقت ضائع کرنے کے اپنی عبادتوں کی طرف توجہ کریں۔ یہ عبادتوں کا معیار ہے جو ہمارے لئے نمونہ ہے۔

پھر حضرت میر مہدی حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد مبارک کے اندر اول ایام میں تین خانے تھے۔ یعنی چھوٹی سی مسجد تھی، تین دروں کے درمیان تھی۔ ہر ایک خانے میں دو صفیں کھڑی ہوسکتی تھیں۔ آگے پیچھے۔ اور ایک صف میں چھ آدمی آ سکتے تھے۔ مسجد سے باہر دائیں جانب ایک چھوٹا سا صحن ہوتا تھا جو اس وقت حضرت امّ المومنین علیہا السلام کی رہائشگاہ ہے۔ اس میں ملک غلام حسین صاحب نان پُز (نان پکانے والا) اور محمد اکبر خان صاحب سنوری مرحوم علی الترتیب روٹیاں اور سالن لئے بیٹھے تھے۔ مجھے ملک صاحب نے پہلے ایک چھوٹی سی پلیٹ میں چاول نمکین (کھانے کا ذکر کرتے ہیں) ڈال کے دیا۔ روٹیاں دیں۔ کہتے ہیں میں نے پلیٹ سے دو تین لقمے لئے تھے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے تکبیر کہلا کر نماز شروع کر دی۔ مَیں نے جلدی سے کھانا رکھ دیا اور مسجد میں داخل ہونے لگا تو نان پز جو تھے انہوں نے ذرا سخت لہجے میں کہا (روٹی دے رہے تھے وہ) کہ میاں! روٹی کھا لے۔ نماز بعد میں پڑھ لینا۔ پنجابی میں کہا "نئیں تے بھکا مریں گا"۔ (کہتے ہیں) اور کہا کہ کل دوپہر کو روٹی ملے گی پھر۔ مَیں نے کہا کہ یہاں روٹیاں کھانے نہیں آیا۔ نماز ہی تو اصل چیز ہے۔ اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ کہہ کر نماز عشاء میں شامل ہوگیا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 7 صفحہ 409)

حکیم فضل الرحمٰن صاحب اپنے والد حافظ نبی بخش صاحب کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ کے اندر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے ایک عشق موجود تھا اور طبیعت میں احتیاط ایسی ہے کہ جب کبھی کوئی حضور علیہ السلام کے حالات سنانے کے لئے کہے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ مجھے اپنے حافظے پر اعتبار نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی غلط بات حضور کی طرف منسوب کر بیٹھوں۔ آپ محکمہ نہر میں پٹواری تھے اور گرداوری کے دنوں میں قریباً سارا سارا دن گھومنا پڑتا حتی کہ جیٹھ ہاڑ کے مہینوں میں بھی۔ یعنی پنجاب میں گرمی کے جو شدید مہینے ہوتے ہیں، اُن میں بھی گھومنا پڑتا اور اس سے جس قدر تھکاوٹ انسان کو ہو جاتی ہے وہ بالکل واضح ہے۔ مگر رات کو آپ تہجد کے لئے ضرور اُٹھتے۔ اور ہم پر بھی زور دیتے (یعنی بچوں کو بھی زور دیتے۔ جوان بچے تھے)۔ جب رمضان کے دن ہوتے تو باوجود اس قدر گرمی کے روزے بھی باقاعدہ رکھتے۔ سردی کے دنوں میں تہجد کی نماز عموماً قرأت جہری سے پڑھ کر بچوں کو ساتھ شامل فرما لیتے (یعنی اونچی آواز میں پڑھتے)۔ آپ خدا کے فضل سے حافظ قرآن ہیں (تھے اُس وقت)۔ ہمیں نماز روزے کی بہت تاکید فرماتے بلکہ کڑی نگرانی فرماتے اور سُستی پر بہت ناراض ہوتے۔ قرآنِ کریم ہمیں خود پڑھایا۔ جب دن کو اپنے کاروبار میں مشغولیت کے باعث وقت نہ ملتا تو رات کو پڑھاتے۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 2-1)

والدین کے لئے یہ نمونہ ہے۔ بچوں کی تربیت کا یہ نمونہ ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اور اسی طرح اپنی عبادات جو ہیں وہ والدین کی ہوں گی تو بچے نمونہ پکڑیں گے۔ ان ملکوں میں جہاں دین سے لوگ دور ہو رہے ہیں۔ ہمارے بعض بچے بھی متأثر ہو رہے ہیں۔ اس لحاظ سے ان ملکوں میں تو بہت زیادہ کوشش کی ضرورت ہے۔ نہ صرف خود دین پر قائم رہنا ہے بلکہ اپنے معیار بڑھانے ہیں اور پھر اس سے بڑھ کر بچوں کی نگرانی بھی کرنی ہے اور تربیت کی طرف بھی توجہ دینی ہے۔ اگر چالیس پینتالیس سال کے لوگ بھی جو میں نے دیکھے کہ خود آدھی رات تک ٹی وی دیکھتے رہتے ہیں یا انٹرنیٹ پر بیٹھے رہتے ہیں، بعضوں کی شکایتیں اُن کی بیویوں کی طرف سے بھی آ جاتی ہیں تو وہ بچوں کی کیا تربیت کریں گے؟

پس ان ملکوں میں رہنے والے احمدیوں کے لئے خاص طور پر اور تمام دنیا میں ہی احمدیوں کے لئے عموماً ایک چیلنج ہے کیونکہ شیطان آج کل اپنی کارروائیوں میں حد سے زیادہ بڑھا ہوا ہے، اور ہم نے اس کا مقابلہ کرنا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ کی مدد عبادتوں کے ذریعے حاصل کی جا سکتی ہے۔ پس اس طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔

پھر شیخ نور الدین صاحب اپنی بیعت کے بعد کے حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ کچھ عرصے کے بعد امرتسر آ گیا۔ وہاں کاروبار کی وجہ سے غفلت پیدا ہو گئی اور دینی حالت اچھی نہ رہی۔ گرمیوں کے دن تھے اور دوپہر کا وقت تھا۔ میں سویا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح غرغرہ کی حالت ہوتی ہے۔ سوئی ہوئی حالت میں آخری وقت کی حالت پیدا ہو گئی اور خواب میں (یہ اپنے آپ کو دیکھ رہے ہیں) مَیں لوگوں کی گفتگو سنتا تھا لیکن جواب نہیں دے سکتا تھا۔ مَیں نے پورا نقشہ دیکھا کہ مجھے غسل دیا گیا۔ (یہ شاید میرا خیال ہے کشفی حالت تھی کہ مجھے غسل دیا گیا) اور کفن پہنایا گیا۔ پھر مجھے دفن کر دیا گیا۔ مٹی ڈال دی گئی۔ جب لوگ دفن کر کے واپس آ گئے تو قبر نے دونوں پہلوؤں سے مجھے اس طرح دبایا کہ مَیں برداشت نہ کر سکا۔ اتنے میں دیکھا کہ عین سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کھڑے ہیں اور میری طرف انگلی کر کے فرمایا کہ کیا آپ نے ہمارے ساتھ یہی وعدہ کیا تھا؟ ایک طرف تکلیف تھی، دوسری طرف حضرت صاحب کے الفاظ۔ مَیں بہت رویا اور عرض کیا حضور میں بھول گیا۔ مجھے معاف فرماویں۔ مَیں توبہ کرتا ہوں۔ آئندہ یہ کمزوریاں نہیں دکھاؤں گا۔ حضرت صاحب تشریف لے گئے۔ کہتے ہیں میری آنکھ کھل گئی۔ اُس حالت سے واپس آ گیا مگر اس طرح گھبرایا ہوا اور تکلیف میں تھا کہ بیان سے باہر۔ آنسو نکل رہے تھے اور سخت مرعوب ہو رہا تھا۔ پھر قبلہ رُو ہو کر نماز شروع کی۔ ایک عرصے تک میرے جسم پر اس واقعے کا اثر رہا۔ تکلیف بھی اور درد بھی ہوتا رہا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 10,9)

پس اُس زمانے میں نیک لوگوں سے جو یہ بھول چوک ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ جن پر رحم کرنا چاہتا ہے اُن کو اس ذریعے سے بھی تنبیہ فرماتا ہے۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک پیار کا سلوک ہے کہ بگڑنے نہیں دیتا۔

پھر عورتوں کے لئے بھی ایک مثال ہے۔ بعض اوقات مختلف عذر پیش کر کے نمازوں کے اوقات میں باقاعدگی نہیں ہوتی۔ عورتیں بعض دفعہ بہانے بنا لیتی ہیں۔ بعض ایسی ہیں لیکن بعض مَیں نے دیکھا ہے کہ مردوں سے زیادہ نمازی ہیں اور نمازوں کی طرف توجہ ہے۔

حضرت مائی کاکو صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ ہم چند عورتیں سیکھواں سے حضور کی ملاقات کے لئے آئیں۔ مولوی قمر الدین صاحب کی والدہ نے مجھے کہا کہ ہمیں مغرب کی نماز روز عشاء کی نماز کے ساتھ پڑھنی پڑتی ہے، کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے، کیا کریں۔ حضرت صاحب سے فتویٰ پوچھو۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں عرض کی کہ عورتوں کو بچوں کی وجہ سے مغرب کی نماز میں دیر ہو جاتی ہے، کیا کریں۔ فرمایا مَیں تو نہیں سمجھتا کہ اگر پوری کوشش کی جائے تو دیر ہو جائے۔ لیکن اگر مجبوری ہو تو عورتوں کو چاہئے کہ عشاء کی نماز مغرب کے ساتھ جمع کریں کیونکہ جس طرح صبح کے وقت فرشتے اترتے ہیں، ویسے ہی مغرب کے وقت بھی اترتے ہیں۔ (ایسے مغرب اور عشاء کی نماز کو اگر جمع کرنا پڑے تو مغرب کے وقت جمع کرنا بہتر ہے)۔ مائی کاکو صاحب نے روایت کے وقت کہا کہ اُس وقت سے لے کر آج تک ہم نے یہ انتظام رکھا ہے کہ مغرب کی نماز سے پہلے پہلے کھانا تیار کر کے بچوں کو کھلا دیتی ہیں اور پھر مغرب کی نماز کے لئے فارغ ہو جاتی ہیں۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ غیر مطبوعہ جلد 12 صفحہ 209)

تو یہ ان لوگوں کے نمونے تھے۔ نماز جمع کرنے کی طرف توجہ نہیں ہوئی بلکہ نمازیں علیحدہ پڑھنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہئے، اس طرف توجہ کی۔ پس مائیں بھی جو بچوں کے لئے ایک نمونہ ہیں، اُن کو اس طرف توجہ دینی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اسلام نے وہ قادر اور ہر ایک عیب سے پاک خدا پیش کیا ہے جس سے ہم دعائیں مانگ سکتے ہیں اور بڑی بڑی امیدیں پوری کر سکتے ہیں۔ اس واسطے اُس نے اسی سورۃ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے کہ تم لوگ مجھ سے مانگا کرو۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحة:6)۔ یعنی یا الٰہی! ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرے بڑے بڑے فضل اور انعام ہوئے۔ اور یہ دعا اس واسطے سکھائی کہ تا تم لوگ صرف اس بات پر ہی نہ بیٹھ رہو کہ ہم ایمان لے آئے بلکہ اس طرح سے اعمال بجا لاؤ کہ ان انعاموں کو حاصل کر سکو جو خدا تعالیٰ کے مقرب بندوں پر ہوا کرتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 386۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا کہ ’’جو شخص سچے جوش اور پورے صدق اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔ یہ یقینی اور سچی بات ہے کہ جو خدا کے ہوتے ہیں خدا اُن کا ہوتا ہے اور ہر ایک میدان میں اُن کی نصرت اور مدد کرتا ہے۔ بلکہ اُن پر اپنے اس قدر انعام واکرام نازل کرتا ہے کہ لوگ اُن کے کپڑوں سے بھی برکتیں حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو یہ دعا سکھائی ہے‘‘ (یعنی اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کی) ’’تو یہ اس واسطے ہے کہ تا تم لوگوں کی آنکھ کھلے کہ جو کام تم کرتے ہو دیکھ لو کہ اُس کا نتیجہ کیا ہوا ہے‘‘۔ پھر فرمایا کہ ’’اگر انسان ایک عمل کرتا ہے اور اُس کا نتیجہ کچھ نہیں تو اُس کو اپنے اعمال کی پڑتال کرنی چاہئے۔ (دیکھنا چاہئے کہ میرے اعمال کیا ہیں) کہ وہ کیسا عمل ہے جس کا نتیجہ کچھ نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 387۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر اصولِ عبادت کا خلاصہ بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’عبادت کے اصول کا خلاصہ اصل میں یہی ہے کہ اپنے آپ کو اس طرح سے کھڑا کرے کہ گویا خدا کو دیکھ رہا ہے اور یا یہ کہ خدا اُسے دیکھ رہا ہے۔ ہر قسم کی ملونی اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو جاوے اور اُسی کی عظمت اور اُسی کی ربوبیت کا خیال رکھے اور ادعیہ ماثورہ اور دوسری دعائیں خدا تعالیٰ سے بہت مانگے اور بہت توبہ استغفار کرے اور بار بار اپنی کمزوری کا اظہار کرے تا کہ تزکیۂ نفس ہو جاوے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو جاوے اور اسی کی محبت میں محو ہو جاوے۔ اور یہی ساری نماز کا خلاصہ ہے اور یہ سارا سورۃ فاتحہ میں ہی آ جاتا ہے۔ دیکھو اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحہ:5) میں اپنی کمزوری کا اظہار کیا گیا ہے اور امداد کے لئے خدا تعالیٰ سے ہی درخواست کی گئی ہے اور خدا تعالیٰ سے مدد اور نصرت طلب کی گئی ہے اور پھر اُس کے بعد نبیوں اور رسولوں کی راہ پر چلنے کی دعا مانگی گئی ہے اور اُن انعامات کو حاصل کرنے کے لئے درخواست کی گئی ہے جو نبیوں اور رسولوں کے ذریعہ سے اس دنیا پر ظاہر ہوئے ہیں اور جو انہیں کی اتباع اور انہیں کے طریقہ پر چلنے سے حاصل ہو سکتے ہیں۔ اور پھر خدا تعالیٰ سے دعا مانگی گئی ہے کہ اُن لوگوں کی راہوں سے بچا جنہوں نے تیرے رسولوں اور نبیوں کا انکار کیا اور شوخی اور شرارت سے کام لیا۔ اور اسی جہان میں ہی اُن پر غضب نازل ہوا یا جنہوں نے دنیا کو ہی اپنا اصلی مقصود سمجھ لیا اور راہِ راست کو چھوڑ دیا۔ اور اصلی مقصد نماز کا تو دعا ہی ہے اور اس غرض سے دعا کرنی چاہیے کہ اخلاص پیدا ہو اور خدا تعالیٰ سے کامل محبت ہو اور معصیت سے جو بہت بری بلا ہے اور نامۂ اعمال کو سیاہ کرتی ہے طبعی نفرت ہو اور تزکیۂ نفس اور روح القدس کی تائید ہو۔ دنیا کی سب چیزوں جاہ و جلال، مال و دولت، عزت و عظمت سے خدا مقدم ہو۔ (ان کے مقابلے میں سب سے مقدّم خدا ہو) اور وہی سب سے عزیز اور پیارا ہو اور اس کے سوائے جو شخص دوسرے قصے کہانیوں کے پیچھے لگا ہوا ہے، جن کا کتاب اللہ میں ذکر تک نہیں، وہ گرا ہوا ہے اور محض جھوٹا ہے۔ نماز اصل میں ایک دعا ہے جو سکھائے ہوئے طریقہ سے مانگی جاتی ہے۔ یعنی کبھی کھڑے ہونا پڑتا ہے، کبھی جھکنا اور کبھی سجدہ کرنا پڑتا ہے۔ اور جو اصلیت کو نہیں سمجھتا وہ پوست (اوپر والی جلد) پر ہاتھ مارتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 335۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پھر فرمایا ’’بعض لوگ مسجدوں میں بھی جاتے ہیں۔ نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور دوسرے ارکانِ اسلام بھی بجا لاتے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد اُن کے شامل حال نہیں ہوتی اور اُن کے اخلاق اور عادات میں کوئی نمایاں تبدیلی دکھائی نہیں دیتی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی عبادتیں بھی رسمی عبادتیں ہیں۔ حقیقت کچھ بھی نہیں، کیونکہ احکامِ الٰہی کا بجا لانا تو ایک بیج کی طرح ہوتا ہے جس کا اثر روح اور وجود دونوں پر پڑتا ہے۔ ایک شخص جو کھیت کی آبپاشی کرتا اور بڑی محنت سے اُس میں بیج بوتا ہے اگر ایک دو ماہ تک اُس میں انگوری نہ نکلے (یعنی بیج نہ پھوٹے) تو ماننا پڑتا ہے کہ بیج خراب ہے۔ یہی حال عبادات کا ہے۔ اگر ایک شخص خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھتا ہے، نمازیں پڑھتا ہے، روزے رکھتا ہے اور بظاہر نظر احکامِ الٰہی کو حتی الوسع بجا لاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی خاص مدد اُس کے شامل حال نہیں ہوتی تو ماننا پڑتا ہے کہ جو بیج وہ بو رہا ہے وہی خراب ہے۔ یہی نمازیں تھیں جن کو پڑھنے سے بہت سے لوگ قطب اور ابدال بن گئے۔ مگر تم کو کیا ہو گیا کہ باوجود اُن کے پڑھنے کے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب تم کوئی دوا استعمال کرو گے اور اگر اس سے کوئی فائدہ محسوس نہ کرو گے تو آخر ماننا پڑے گا کہ یہ دوا موافق نہیں۔ یہی حال ان نمازوں کا سمجھنا چاہئے‘‘۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 387-386۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اللہ کرے کہ ہم اس پیغام کو سمجھنے والے ہوں اور اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی رنگ میں عبادتوں کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رضا کو حاصل کرنے والا بنائے۔

نظام خلافت ۔ اہمیت و برکات
منکرین خلافت کا سدّ باب

(لئیق احمد مشتاق ۔ مبلغ سرینام جنوبی امریکہ)

علاّم الغیوب خدا نے اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ایک ابدی سنت کا اعلان ان الفاظ میں فرمایا ہے:

وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُواالصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّ لَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا ط یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْـًٔا ط وَمَنْ کَفَرَبَعْدَ ذٰلِکَ فَاُو لٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔ (سورۃالنور:56)

’’تم میں سے جولوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کوخلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے۔ میرے ساتھ کسی کوشریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں‘‘۔

قرآن مجید کی یہ وہ آیت ہے جو ایک ابدی صداقت اور سنت جاریہ کا اعلان کر رہی ہے کہ دنیا میں جب بھی نبوت کا بیج بویا گیا وہ خلافت کے سائے میں پروان چڑھا اور ایک تناور درخت بنا۔ اسی صداقت کو ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے: ’’مَا کَا نَتْ نُبُوَّۃٌ قَطُّ اِلَّا تَبِعَتْھَا خِلَافَۃٌ‘‘۔ دنیا میں جب بھی نبوت قائم ہوئی اس کے بعد خلافت جاری ہوئی۔ (کنز العمّال جلد11 صفحہ 259 ناشر مکتبہ التراسل اسلامی بیروت لبنان)

امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے‘‘۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305)

خلافت ازروئے حدیث

مخبر صادق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْفَعُھَا ۔ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَرْفَعَھَا ۔ ثُمَّ تَکُوْنَ مُلْکًا عَاضًّا فَیَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْفَعَھَا ۔ ثُمَّ یَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَتَکُوْنُ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اِذَا شَآءَ اَنْ یَرْفَعَھَا ۔ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃً عَلٰی مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ‘‘۔ (مسند احمد بن حنبل حدیث نعمان بن بشیرؓ جلد نمبر 4 صفحہ 273 و مشکوۃ المصابیح باب الانذار والتحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر وہ اس کو اٹھالے گا۔ اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ پھر جب یہ دَور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی اور یہ فرماکر آپؐ خاموش ہوگئے۔

(ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرالعزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2004ء)

خلافت کے لغوی معنی

’خلافت‘ عربی زبان کا لفظ ہے اور قواعد صرف کی رو سے یہ مصدر کا صیغہ ہے۔ اس کا مادہ ’’خلف‘‘ (خ۔ل۔ف) ہے۔ جس کے لغوی معنی جانشینی، قائمقامی، نیابت، امارت اور امامت کے ہیں۔

خلافت کے اصطلاحی معنی

اسلامی اصطلاح میں نبی کا جانشین خلیفہ کہلاتا ہے اور نبوّت کی قائمقامی خلافت کہلاتی ہے۔ خلیفہ وہ ہے جو اپنے انوار و برکات کے افاضہ کے لحاظ نبی کا جانشین ہوتا ہے۔ نبی کے فرائض کو بجالاتا ہے اور اس کے قائمقام کے طور پر قوم کا مطاع اور واجب التسلیم ہوتا ہے۔

اسلام میں نبوت کی جانشینی میں قائم ہونے والی خلافت کے لئے ’’خلافت راشدہ‘‘، ’’خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ‘‘ اور ’’خلافت حقّہ‘‘ کی اصطلاحات رائج ہیں۔ جب یہ اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں تو ان سے مراد خالصۃً وہی خلافت ہوتی ہے جو نبوت کی جانشینی میں اس کے انوار، کمالات اور برکات کی مظہر ہوتی ہے۔ وہ نبوّت کی ذمہ داریوں، اس کے فرائض اور کاموں کو آگے چلانے والی ہوتی ہے۔

خلیفہ کے معنی بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’خلیفہ کا معنی جانشین کے ہیں۔ جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دُور کرنے کے واسطے جو اُن کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد2 جدید ایڈیشن صفحہ 666)

’’خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو...... خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں۔ ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ ہو‘‘۔

(شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 353)

خلافت کی اقسام

قرآن مجید میں تین قسم کی خلافتوں کا ذکر ملتا ہے:

1۔ خلافت نبوت:

قرآن کریم میں خلافت کا لفظ بمعنی نبوت و ماموریت استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 31 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَیں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔

انہی معنوں میں سورۃ صٓ آیت نمبر 27 میں حضرت داؤد علیہ السلام کا ذکر ہے کہ ’’اے داؤد یقیناً ہم نے تجھے زمین میں خلیفہ بنایا ہے‘‘۔ پس حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت داؤد علیہ السلام کو خلیفہ صرف نبی اور مامور ہونے کے معنوں میں کہا گیا ہے۔ چونکہ وہ اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق صفات الٰہیہ کو دنیا میں ظاہر کرتے تھے اور اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ظل بن کر رہے اس لئے خلیفہ کہلائے۔

2۔ خلافت قومی:

قرآن مجید میں جس دوسری قسم کی خلافت کا ذکر ہے وہ خلافت قومی ہے۔ جیسا کہ سورۃ اعراف کی آیت 70 میں ذکر ہے کہ اس نے تمہیں نوح کے بعد جانشین بنایا۔ اسی طرح سورۃ اعراف آیت 75 میں حضرت صالح علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے: یاد کرو جب تم کو اللہ تعالیٰ نے عاد کی تباہی کے بعد ان کا جانشین بنایا اور حکومت تمہارے ہاتھ میں آگئی۔

ان معنوں میں بھی قرآن مجید میں متعدد بار خلیفہ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید کے مطابق خلافت کی دوسری قسم قومی خلافت ہے جس کے تحت ہر قوم پہلی قوم کی جگہ لیتی ہے۔

3۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ:

قرآنی محاورہ کے مطابق تیسری قسم کی خلافت وہ ہے جس کے مطابق نبی کے جانشین بھی خلیفہ کہلاتے ہیں۔ جو اس کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں اور نبی کی جماعت میں اتحاد و تنظیم قائم رکھنے والے ہوں، خواہ نبی ہوں یا غیر نبی۔ جیسا کہ سورۃ نور کی آیت استخلاف سے ظاہر ہے، اسی طرح سورۃ اعراف آیت نمبر 143 میں ذکر ہے: ’’اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا میری قوم میں میری قائمقامی کر اور اصلاح کر اور مفسدوں کی راہ کی پیروی نہ کر‘‘۔ پس اس آیت کریمہ کی رُو سے حضرت ہارون علیہ السلام ایک تابع نبی بھی ہوئے اور ایک حکمران نبی کے خلیفہ بھی۔

خلیفہ کا مقام اور کام

1۔ اللہ تعالیٰ کے نبی کے بعد دنیا میں سب سے بڑا موحّد اور متوکّل باللہ انسان خلیفہ راشد ہوتا ہے۔

2۔ نبی کے بعد اس کا خلیفہ اسی کے ظل میں ویسی ہی عظمتِ شان رکھتا ہے اور اس کے شامل حال بھی وہی تائید الٰہی ہوتی ہے جو نبی کے ساتھ ہوتی ہے۔

3۔ وہ نبی کے بعد مومنوں کا غیر مشروط طور پر واجب الاطاعت امام، مُطاع اور آقا ہے۔

4۔ بلاشرکت غیرامّتِ محمدیہ کا راہنما وہی ایک وجود ہے۔

5۔ وہ شریعت اور احکام و تعالیمِ شریعت کا پاسبان ہے۔ وہ نبی کے احکام کو نہ تو خود ٹالنے والا ہے نہ ہی کسی کو ٹالنے کی اجازت دینے والا ہے۔ بلکہ وہ ہر حال میں ان کو پورا کرنے والا ہے۔

اِسی نوع کے اور بیسیوں دریچے ہیں جو منصب و نظامِ خلافت کے وسیع و عریض آنگن میں کھلتے ہیں، اور حق یہ ہے کہ اس کا ہر زاویہ ہی دلکش اور دلنشین ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’خلافت کا کوئی بدل نہیں۔ ناممکن ہے کہ خلافت کی کوئی متبادل چیز ایسی ہو جو خلافت کی جگہ لے لے اور دل اس سے تسکین پالیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 دسمبر 1984ء بمقام پیرس)

امام الزمانؑ کی پیشگوئی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو مَیں نے تمہارے پاس بیان کی، غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب مَیں جاؤنگا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا، جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی‘‘۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 305)

پھر فرماتے ہیں: ’’مَیں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور مَیں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھاوے کہ تمہارا خدا ایسا قادر ہے‘‘۔

(الوصیت، روحانی خزائن جلد20 صفحہ 306)

پیشگوئی کا ظہور

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام 26 مئی 1908ء کو ساڑھے دس بجے صبح لاہور میں اپنے مولا اور خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوئے، اس وقت حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہیں موجود تھے، آپ حضورؑ کی پیشانی مبارک کو بوسہ دے کر کمرہ سے باہر نکلے ہی تھے کہ حضرت سید محمد احسن امروہی صاحبؓ نے رقت بھری آواز میں کہا: ’’اَنْتَ صِدِّیْقِی‘‘ ان کے یہ الفاظ سن کر آپ نے فرمایا: مولوی صاحب! یہاں یہ سوال رہنے دیں قادیان چل کر فیصلہ ہوگا۔ 27 مئی کی صبح آپ کا جسد خاکی قادیان پہنچا۔ مختلف صحابہ نے حضرت مولوی نورالدین رضی اللہ عنہ سے بیعت لینے کی درخواست کی۔ آپؓ نے فرمایا: دعا کے بعد جواب دوں گا۔ پھر دو نفل ادا کرنے کے بعد فرمایا: ’’چلو ہم سب وہیں چلیں جہاں ہمارے آقا کا جسد اطہر اور ہمارے بھائی انتظار میں ہیں‘‘۔ جب باغ میں پہنچے تو تمام حاضر الوقت اصحاب کی نمائندگی میں حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے کھڑے ہوکر حضور کی خدمت میں بیعت خلافت لینے کی درخواست کی۔ اس کے بعد حضرت مولوی صاحب کھڑے ہوئے اور تشہّد تعوذ کے بعد آپ نے ایک درد انگیز تقریر کی جس کے دوران آپ نے فرمایا:

’’اگر تم میری ہی بیعت کرنا چاہتے ہو تو سُن لو کہ بیعت بِک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہوگیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے‘‘۔

(حیات نور صفحہ نمبر 332)

اس طرح مثیل عیسیٰ، امام الزمان، اور امتی نبی

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی وفات کے اگلے دن 27 مئی 1908ء کو ہندوستان کے مختلف شہروں سے آئے ہوئے بارہ سو کے قریب اصحاب نے حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کرکے ''ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةً عَلَى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ'' اور ''میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہونگے'' کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کی۔

اطلاع منجانب صدر انجمن احمدیہ

اس رفیع الشان پیشگوئی کے عظیم الشان ظہور کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سیکرٹری جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے انجمن کے تمام ممبران کی طرف سے تمام جماعت کے لئے حسب ذیل اعلان شائع کیا:

''حضور علیہ السلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کی وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان واقربا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بہ اجازت حضرت امّ المومنین کُل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی جس کی تعداد بارہ سو تھی، والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم مولوی نور الدین سلمہ کو آپؑ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ معتمدین میں سے ذیل کے اصحاب موجود تھے: مولانا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب، صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد، جناب نواب محمد علی خان صاحب، شیخ رحمت اللہ صاحب، مولوی محمد علی صاحب، ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب، ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب، خلیفہ رشید الدین صاحب، خاکسار خواجہ کمال الدین۔ موت اگرچہ بالکل اچانک تھی اور اطلاع دینے کا بہت ہی کم وقت ملا تاہم انبالہ، جالندھر، کپورتھلہ، امرتسر، لاہور، گوجرانوالہ، وزیر آباد، جموں، گجرات، بٹالہ، گورداسپور وغیرہ مقامات سے معزز احباب آگئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ ایک کثیر جماعت نے قادیان اور لاہور میں پڑھا۔ حضرت قبلہ حکیم الامت سلمہ کو مندرجہ بالا جماعتوں کے احباب اور دیگر کُل حاضرین نے جن کی تعداد اوپر دی گئی ہے بالاتفاق خلیفۃ المسیح قبول کیا۔ یہ خط بطور اطلاع کُل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے کہ وہ اس خط کو پڑھنے کے بعد فی الفور حضرت حکیم الامت خلیفۃ المسیح والمہدی کی خدمت بابرکت میں بذات خود یا بذریعہ تحریر بیعت کریں''۔

(حیات نور صفحہ 334، 335 مصنفہ عبدالقادر صاحب)

منکرینِ خلافت کی سرگرمیوں کا آغاز

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی بیعت خلافت کے چند دن بعد ہی جماعت کے سرکردہ لوگوں میں سے ایک طبقہ جس کے سرخیل مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب تھے، ایسا پیدا ہوگیا جس نے حضور کے رسالہ الوصیت ہی سے ایک فقرہ لے کر یہ سوال اٹھانا شروع کردیا کہ ''حضرت صاحب کی وصیت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ خلیفہ کوئی فرد واحد ہونا ضروری ہے۔ بلکہ حضرت صاحب نے انجمن کو ہی اپنا خلیفہ بنایا ہے، اور یہ ضروری نہیں کہ خلیفہ ایک ہی شخص ہو بلکہ ایک جماعت بھی ہوسکتی ہے''۔ اس مقصد کے لئے جس تحریر کو بنیاد بنایا گیا وہ یہ ہے: ''چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے، اس لئے انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلّی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں''۔

(ضمیمہ رسالہ الوصیت روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 325)

لیکن ''وہ شمع کیوں بجھے جسے روشن خدا کرے''۔ مسیح وقت کے اُس پُرنُور سالارِ کارواں نے اپنے اِس خداداد منصب کی حفاظت کے لئے ان فتنہ پردازوں کی خفیہ اور اعلانیہ سرگرمیوں کا اس بے جگری سے مقابلہ کیا کہ ان کی آواز ان کے گلوں میں دب کر رہ گئی۔ ان کی ہر سازش ناکام اور ہر حربہ ناکارہ ثابت ہوا۔

خلافت کے اختیارات کو محدود کرنے کی سازش

جیسا کہ تفصیلی ذکر آچکا ہے کہ اگرچہ انجمن کے تمام ممبران اور پوری جماعت کا خلافت پر اجماع ہوگیا۔ مگر چند دنوں بعد ہی انہیں محسوس ہوا کہ ہم نے خلافت تسلیم کرکے سخت غلطی کی ہے اور اب ہم اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرسکیں گے۔ چنانچہ اس خطرے کے سدّباب کے لئے انہوں نے خلیفۂ وقت کے اختیارات کو محدود کرنے کی سازش شروع کردی۔ اس کے لئے ایک تو انجمن کی کارروائی میں خلیفہ وقت کی عظمت کو گرانا چاہا، دوسرا جلسہ سالانہ 1908ء کے موقعہ پر انجمن کی حاکمیت پر زور دے کر جماعت کی عقیدتوں کا رخ خلافت سے موڑ کر انجمن کی طرف پھیرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے فتنہ کی ان ابھرتی ہوئی چنگاریوں کو محسوس کرکے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بعض سوالات جو حضورؓ نے مولوی محمد علی صاحب کو بھجوا دیئے۔ اُن کی طرف سے جوابات موصول ہونے پر آپؓ نے ارشاد فرمایا کہ 31 جنوری 1909ء کو جماعت کی شوریٰ منعقد ہوگی۔

یوم الفرقان

مختلف جماعتوں کے اڑھائی سو کے قریب نمائندے 30 جنوری کی رات تک قادیان پہنچ گئے۔ مقررہ دن حضور نے نمائندگان کو مسجد مبارک میں جمع ہونے کا حکم دیا اور تقریر کے لئے تشریف لاکر مسجد کے اس حصہ میں کھڑے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت سے موجود تھا، اور ایک جلالی خطاب فرمایا جس میں آپ نے یہ دائمی فیصلہ فرمایا کہ ''میرا فیصلہ ہے کہ قوم اور انجمن دونوں کا خلیفہ مطاع ہے اور یہ دونوں خادم ہیں۔ انجمن مشیر ہے اور اس کا رکھنا خلیفہ کے لئے ضروری ہے۔'' نیز فرمایا: ''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھانا یا جنازہ یا نکاح پڑھا دینا اور یا بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک مُلّا بھی کرسکتا ہے۔ اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہی ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور جس میں خلیفہ کے کسی حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''۔

(تاریخ احمدیت جلد 3 صفحہ 262)

تقریر کے بعد آپ نے خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور شیخ یعقوب علی صاحب کو دوبارہ بیعت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ اس بیعت کے بعد بھی مولوی محمد علی صاحب کا ایمان سوز مظاہرہ منظر عام پر آیا اور مسجد کی چھت سے اترتے ہی انہوں نے خواجہ صاحب سے کہا:

''آج ہماری سخت ہتک کی گئی ہے میں اس کو برداشت نہیں کرسکتا۔ ہمیں مجلس میں جوتیاں ماری گئی ہیں''۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے ہمراہیوں کو متعدد بار قادیان چھوڑنے کی دھمکی دی۔ حضرت خلیفہ اولؓ تک یہ بات پہنچی تو آپؓ نے فرمایا:

''میری طرف سے مولوی محمد علی کو جاکر کہہ دیں کہ اگر انہوں نے کل جانا ہے تو آج ہی قادیان سے تشریف لے جائیں''۔

منصب خلافت کی حفاظت

حضرت حکیم مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف مواقع پر مقام خلافت اور منصب خلافت کی حفاظت کے لئے جو معرکتہ الآراء تقاریر اور حقائق بیان فرمائے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

✿...... ''خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔''

✿...... ''دیکھو مَیں خلیفۃ المسیح ہوں۔ اور خدا تعالیٰ نے مجھے بنایا ہے، میری کوئی خواہش اور آرزو نہ تھی اور کبھی نہ تھی۔''

✿...... ''مَیں اس مسجد میں قرآن ہاتھ میں لے کر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی ہرگز خواہش نہیں۔ اور نہ تھی، اور قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشا کو کون جان سکتا ہے۔ اس نے جو چاہا کیا، تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کردیا۔''

✿...... ''خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کرسکتی۔''

✿...... ''جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔''

✿...... ''مجھے تم میں سے کسی کا خوف نہیں اور بالکل نہیں، ہاں میں صرف خدا ہی کا خوف رکھتا ہوں۔''

✿...... ''اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔ تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے، اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔''

✿...... ''مجھ کو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں، اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔''

✿...... ''یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حق دار کو نہیں پہنچی رافضیوں کا عقیدہ ہے، اس سے توبہ کرلو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حق دار سمجھا خلیفہ بنایا۔ جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔''

✿...... ''خلافت کیسری کی دکان کا سوڈاواٹر نہیں۔ تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے، میں جب مر جاؤں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اُس کو آپ کھڑا کردے گا۔''

✿...... ''تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا تمہارے اختیار میں نہیں۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کردو مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کرسکتی اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔ اگر خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دیدے گا۔''

✿...... ''دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔ میرا مولا میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔ میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔ تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو۔ تھوڑے دن صبر کرو۔ پھر جو پیچھے آئے گا اللہ تعالیٰ جیسے چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔''

✿...... ''مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ اب تمہارے کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزادیں گے۔''

یہ وہ پُرمغز اور پُرشوکت دلائل اور مقدس کلمات تھے جو وقتاً فوقتاً آپؓ کی زبان مبارک سے نکلے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا اکثر حصہ مختلف بیماریوں میں گزرا۔ اوائل 1911ء میں آپ گھوڑے سے گر کر شدید زخمی ہوئے اور ایک لمبا عرصہ صاحبِ فراش رہے۔ لیکن اپنی کمزور صحت، دُکھتے بدن اور بڑھاپے کے عوارض کے باوجود آپ نے بڑی جوانمردی، ہمت، استقلال اور غیر متزلزل توکّل کے ساتھ خلافت کی عظیم ذمہ داریوں کو نبھایا۔ فتنوں کی آندھیاں چلیں مگر آپؓ کے پائے ثبات کو ایک ذرا سی لغزش بھی نہ دے سکیں، اور خلافت احمدیہ کی جو عظیم امانت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے سپرد کی گئی تھی، اس کے تقدس پر آپ نے کبھی آنچ نہ آنے دی۔

فتنہ پردازوں کی سرگرمیاں

1913ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر طبیعت کی خرابی کے باوجود حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ احباب جماعت کی دلداری کی خاطر تقریر کے لئے تشریف لائے۔ لیکن ابھی چند ہی کلمات فرمائے تھے کہ اچانک بیماری اتنی بڑھ گئی کہ ٹھہرنا ممکن نہ رہا۔ ایک ماہ بعد یعنی جنوری 1914ء میں رات بستر سے اٹھنے پر چکر آیا اور سینے کے بل زمین پر گرنے سے ایک مرتبہ پھر شدید ضربات پہنچیں اور ہلکی حرارت اور قے کے عارضے لاحق ہو گئے۔ یہاں تک کہ چلنے پھرنے سے معذور اور صاحب فراش ہوگئے۔ اس حالت میں بھی جب بھی ذرا سی طاقت محسوس فرماتے بستر پر لیٹے لیٹے قرآن مجید کا درس دیتے۔ جماعت کے مخلصین پر آپ کی اس بیماری کا بہت گہرا اثر تھا۔ ذہن پریشان اور فکرمند تھے اور دل اپنے محبوب آقا کی تکلیف سے پگھلے جاتے تھے۔ افسوس کہ ایسے نازک وقت میں بھی منکرین خلافت اپنی سعی مذموم سے باز نہ آئے بلکہ اس بیماری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور یہ یقین کرکے کہ اب یہ صاحب جلال بزرگ کبھی منبرِ رسول پر کھڑا ہوکر اُن کے فتنوں کی مذمّت اور ان کے فاسد خیالات کی بیخ کنی نہیں کرسکے گا پہلے سے بھی بڑھ کر اپنے ناپاک ارادوں میں سرگرم ہوگئے۔ ایک طرف تو انہیں یہ غم کھائے جا رہا تھا کہ جماعت کہیں مستقلاً ہی نظام خلافت کو نہ اپنا لے۔ دوسری جانب یہ فکر دامنگیر تھا کہ اگر جماعت نے نظام خلافت اپنانا ہی ہے تو مبادا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو نیا امام منتخب کرلے۔ اس دوہری تکلیف کا تصور ہی ان کے لئے سوہانِ روح بنا ہوا تھا، اور طبیعتیں اس امکان کے خلاف پیخ پا ہوتیں اور سرکشی کرتی تھیں۔ چنانچہ انہی خدشات اور توہمات میں غلطاں ایک طرف تو انہوں نے سرے سے خلافت کے نظام کو ختم کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا تھا اور زبانی چہ میگوئیوں اور گمنام ٹریکٹوں کے ذریعے جماعت کو خلافت سے برگشتہ کرنے کی کوششیں تیز سے تیز تر کردی گئیں تھیں، دوسری جانب اس امکان کی پیش بندی کے لئے بھی سکیم بنائی جارہی تھی کہ اگر خلیفہ بننا ہی ہے تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ نہ ہوں۔ چنانچہ آپ پر کئی قسم کے ذاتی حملے کرکے آپ کو بدنام کرنے کی نت نئی راہیں تجویز کی جاتیں اور جماعت کی نظر میں آپ کے مقام کو گرانے کی ہر ممکن سعی کی جاتی۔

تکلیف دہ صورتحال

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری بیماری کے ایام کا واقعہ ہے کہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو مولوی محمد علی صاحب کے مکان پر بلوایا گیا اور اس بات کا تأثر دیا کہ یہ گروہ ان کو خلیفہ بنانے پر راضی ہے صرف اس بات کی ضمانت دی جائے کہ خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد جب تک یہ لوگ لاہور سے قادیان نہ پہنچ جائیں تب تک انتخاب خلافت نہ ہو۔ مگر صاحبزادہ صاحب نے بڑی سختی سے اس پیشکش کو یہ کہہ کر ٹھکرا دیا کہ مَیں ایک خلیفہ کی موجودگی میں اس کے جانشین

کے تعین کے بارے میں گفتگو کو ہی گناہ سمجھتا ہوں۔ان دنوں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر سے باہر نواب محمد علی خاں صاحب کی کوٹھی ''دارالسلام'' میں فروکش تھے۔

4/مارچ 1914ء کو حضرت حکیم مولوی نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیماری کی شدت کے باوجود افراد جماعت کی موجودگی میں اپنے دست مبارک سے ایک وصیت لکھ کر مولوی محمد علی صاحب کو دی، اور ارشاد فرمایا تین مرتبہ بلند آواز سے پڑھ کر سنا دیں۔اس وصیت میں یہ الفاظ بھی درج تھے: ''میرا جانشین متقی ہو، ہردلعزیز ہو، عالم باعمل ہو۔حضرت صاحب کے پرانے اور نئے احباب سے سلوک چشم پوشی درگذر کو کام میں لاوے۔مَیں سب کا خیرخواہ تھا۔ وہ بھی خیرخواہ رہے۔قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔والسلام نورالدین 4/مارچ 1914ء''۔

(حیات نور طبع اول صفحہ 691)

اس وصیت میں واضح درج تھا کہ آپؓ کے بعد کسی متقی کو آپ کا جانشین مقرر کیا جاوے نہ کہ چند افراد پر مشتمل کسی انجمن کو۔ اس کے باوجود اس گروہ کے ارادوں میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔

قوم خدا کے سپرد

13/مارچ 1914ء کو جمعہ کے دن حکیم الامت حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساعت وصال قریب دیکھ کر اپنے صاحبزادہ عبدالحیٔ کو بلوایا اور کچھ الوداعی الفاظ کہے جن میں آپؓ نے فرمایا: ''قوم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں اور مجھے اطمینان ہے کہ وہ ضائع نہیں کرے گا''۔

عین جمعہ کے وقت مسیح آخر الزمان کا یہ صدیق دوست، جان نثار ساتھی جس کا آسمانی نام ''عبدالباسط'' تھا انتہائی کامیاب و کامران زندگی گزارنے اور چھ سال مسیح محمدی کی فوج کی سالاری کے بعد اس غیر متزلزل یقین کے ساتھ اپنے خالق حقیقی کے حضور حاضر ہوا کہ وہ اس قوم کو تنہا نہیں چھوڑے گا۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب اپنے آقا کے حکم سے جمعہ پڑھانے گئے ہوئے تھے۔انہیں اپنے شفیق امام کی وفات کی اطلاع جمعہ سے واپسی پر ملی۔آپ نواب صاحب کی قیام گاہ پر پہنچتے ہی اپنے امام کی نعش مبارک کے پاس گئے۔اس سراپا نُور مقدّس وجود کا چہرہ دیکھا اور بڑے الحاح سے آپ کے درجات کی بلندی کے لئے دعا کرنے کے بعد باہر دوستوں کے مجمع میں تشریف لے آئے، جہاں غمزدہ مخلصین کی بھاری تعداد کوٹھی کے وسیع وعریض بیرونی صحن میں جمع ہوچکی تھی۔نماز عصر احباب جماعت نے مسجد نور میں ادا کی۔نماز کے بعد حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے افراد جماعت کو دعاؤں کی طرف توجہ دلائی۔ اِدھر شمع خلافت کے پروانوں کی یہ حالت تھی۔اُدھر منکرین خلافت کا یہ حال تھا کہ وصال کی خبر سنتے ہی مختلف جماعتوں میں اپنے کارندے دوڑا دیئے تا کہ وہ زہر آلود خیالات پر مشتمل رسالہ جو قبل از وقت تصنیف اور طبع ہوکر تیار پڑا تھا ان جماعتوں میں تقسیم کریں۔یہ رسالہ بیس اکیس صفحات پر مشتمل تھا جس کے مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ جماعت کو خلافت کے نظام کی ضرورت نہیں بلکہ انجمن کا انتظام ہی کافی ہے۔

آخری کوشش

مولوی محمد علی صاحب کے اس خطرناک اِقدام کا وسیع پیمانے پر فوری تدارک ان حالات میں مشکل تھا لیکن بالکل خاموش رہنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا اس لئے حاضرالوقت اصحاب کی ہدایت و رہنمائی کے لئے غلامان خلافت کی طرف سے ایک مختصر نوٹ تیار کیا گیا جس میں خلافت کے نظام کو جاری رکھنے کا عزم کیا گیا۔اس نوٹ پر حاضر افراد نے دستخط کئے جو اس بات کا ثبوت تھا کہ جماعت کی اکثریت خلافت کے حق میں ہے۔حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب نے حالات کی بہتری کے لئے آخری کوشش کے طور پر مولوی محمد علی صاحب اور ان کے رفقاء کے سامنے اس امر کو پوری وضاحت سے پیش کیا کہ خلافت کے نظام میں ہی جماعت کی بقا ہے۔لیکن یہ اپیل کارگر ثابت نہ ہوئی اور یہ گروہ اس امر پر مصر رہا کہ خلیفہ کا انتخاب ٹال دیا جائے۔ جماعتوں کے نمائندے بلائے جائیں۔انجمن اور خلیفہ کے کردار پر بحث ہو۔پھر اکثریت کی رائے دیکھ کر فیصلہ کرلیا جائے۔ جب سمجھوتہ کی کوئی صورت باقی نہ رہی تو 14/مارچ بروز ہفتہ قادیان میں حاضر الوقت احباب جن کی تعداد دو ہزار کے قریب تھی، انتخاب خلافت کے لئے مسجد نور میں جمع ہوئے۔مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت پڑھ کر سنائی۔ خلافت کی ضرورت اور اہمیت بتانے کے بعد تجویز دی کی حضرت صاحبزادہ مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب کو خلیفہ منتخب کرلیا جائے۔اس وقت مولوی محمد علی صاحب اور ان کے بعض رفقاء بھی موجود تھے۔سید صاحب کی تقریر کے بعد محمد علی صاحب نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر لوگوں کی توجہ اپنی جانب کھینچنے کی کوشش کی۔اسی دوران میر حامد شاہ صاحب کچھ بولنے کے لئے کھڑے ہوئے اور مجادلہ کی صورت پیدا ہوگئی۔اس پر شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے پُرجوش آواز میں فرمایا ان باتوں میں وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، ہمارے آقا ہماری بیعت لیں۔اس پر حاضرین بےاختیار لبیّک لبیّک کہتے ہوئے آپ کی طرف لپکے۔ حاضرین کا جوش اور اصرار دیکھ کر آپ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا۔مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بیعت کے الفاظ بولے۔آپ نے ان کے پیچھے یہ عہد لوگوں سے لیا۔ اس طرح خدا کے مسیح کی یہ پیش خبری مکرّر بڑی شان سے پوری ہوئی کہ ''میرے بعد بعض اور وجود ہونگے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے''۔دعا اور تقریر کے بعد آپ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے شمالی میدان میں قریباً اڑھائی ہزار اشکبار مخلصین جماعت کے ساتھ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔اس کے بعد بہشتی مقبرہ میں دعاؤں کے ساتھ آپؓ کو اپنے محبوب آقاؑ کے پہلو میں سپرد خاک کردیا۔

فاسقین کا انجام

انکار خلافت کا وہ فتنہ جو حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں بار بار سر اٹھانے کی کوشش کرتا رہا بالآخر تقدیر الٰہی نے خلافت اُولیٰ اور خلافت ثانیہ کے سنگم پر اس کی مرکزی جڑوں کو قادیان سے اکھاڑ پھینکا۔ قادر مطلق کی مشیّت نے منکرین خلافت کو خلافت ثانیہ کے آغاز ہی میں قادیان چھوڑ کر چلے جانے پر مجبور کردیا۔اور اس طرح اس گروہ کا تعلق احمدیت کے مرکزی تنے سے ہمیشہ کے لئے کٹ گیا۔انجمن کی حاکمیت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے امام الزمان کی اس واضح تحریر کو بھی بھول گئے کہ ''یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے''۔مولوی محمد علی صاحب نے لاہور جا کر ''احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور'' کی بنیاد رکھی، اور وہ نام جو باغبان نے اپنے گلشن کا رکھا تھا اس نام سے بھی کٹ گئے۔

اس کے بعد عملاً احمدیت کے نام پر دنیا کے سامنے دو تحریکیں پہلو بہ پہلو چل پڑیں۔لیکن آنے والے وقت نے گواہی دی کہ عرش کا خدا کس کے ساتھ ہے۔

خلافت نبوت کا دائمی حصہ

حضرت مسیح موعو علیہ السلام کے فرزند جلیل حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ''رسالہ الوصیت، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 303 تا 306'' کی عبارت نقل کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

''یہ عبارت جس صراحت اور تعین کے ساتھ نظام خلافت کی طرف اشارہ کررہی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔اور یہ عبارت بطور وصیت لکھی گئی جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے قرب وفات کی خبر پاکر اپنے بعد کے نظام کے بارے میں اپنی جماعت کو آخری نصیحت فرمائی، اور ہر عقلمند غیر متعصب شخص آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں۔

اوّل: خدا تعالیٰ انبیا کے کام کی تکمیل کے لئے دو قسم کی قدرتیں ظاہر فرماتا ہے۔ایک خود نبیوں کے زمانہ میں اور دوسری ان کی وفات کے بعد، تا کہ ان کے مشن اور ان کی جماعت کو ایک لمبے عرصے تک اپنی خاص نگرانی میں رکھ کر ترقی دے اور تکمیل کو پہنچائے۔

دوم: دوسری قدرت خلافت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے رنگ میں ظاہر ہوئی۔

سوم: یہ خلافت کا نظام جو نبوت کے نظام کا حصہ اور اسی کا تتمہ ہے خدائی سنت کا رنگ رکھتا ہے۔اور ہر نبی کے زمانہ میں قائم ہوتا رہا ہے۔

چہارم: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی اسی رنگ میں قدرت ثانیہ کا ظہور مقدر تھا کیونکہ جیسا کہ خود آپ خدا کی ایک مجسم قدرت تھے۔آپ کے بعد بعض اور وجودوں نے دوسری قدرت کا مظہر ہونا تھا اور ان کے وجودوں نے حضرت ابوبکرؓ کے رنگ میں ظاہر ہونا تھا۔

پنجم: نبی کے بعد آنے والے خلفاء خواہ بظاہر صورت لوگوں کے انتخاب سے مقرر ہوں مگر دراصل ان کے تقرر میں خدا کا ہاتھ کام کرتا ہے۔اور درحقیقت خلیفہ خدا ہی بناتا ہے۔

ششم: سورۃ نور کی آیت استخلاف نظام خلافت سے تعلق رکھتی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کی خلافت اسی آیت کے ماتحت تھی۔

یہ وہ چھ باتیں ہیں جو اوپر کے حوالہ سے یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہوتی ہیں اور یہ استدلال ایسا واضح اور بین ہے کہ کوئی عقلمند غیر متعصب شخص اس سے انکار نہیں کرسکتا۔اور یہ حوالہ بھی جیسا کہ اس کے حالات اور سیاق وسباق اور الفاظ اور اسلوبِ بیان سے ظاہر ہے محکمات کا رنگ رکھتا ہے جس کے مقابلہ پر ان متشابہات کو پیش کرنا جو بعض مخصوص کاموں کے تعلق میں مخصوص حالات اور مخصوص ماحول میں انجمن کے بارے میں لکھی گئی ہیں ایک شرارت یا دیوانگی کے فعل سے زیادہ نہیں اور اگر یہ دیوانگی نہیں تو نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ خدا کا مقرر کردہ مسیح دیوانہ ہے کہ ایک طرف تو اپنے مشن کی تکمیل اور اپنی وفات کے بعد نظام کے متعلق خدائی سنت کے ماتحت دو قدرتوں کے ظہور کا ذکر کیا اور مثال دے کر بتایا کہ دوسری قدرت ابوبکر صدیقؓ کے رنگ میں ظاہر ہوا کرتی ہے اور پھر یہاں تک صراحت کی کہ:

''میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے'' لیکن عین اس کے ساتھ ساتھ یہ پہلو بہ پہلو ان سارے ارشادات کو بھول کر اور بالائے طاق رکھ کر انجمن کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے چل دیئے۔حالانکہ انجمن آپؑ کی زندگی میں ہی قائم ہوگئی تھی اور اس کی ''جانشینی'' جن معنوں میں بھی وہ تھی آپؑ کی موجودگی میں شروع ہوچکی تھی۔ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف اس مجنونانہ تضاد کو منسوب کرنا اہل پیغام کو مبارک ہو۔ہم خوش ہیں کہ ہمارا دامن اس دیوانگی کے داغ سے پاک ہے''۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ صد سالہ جوبلی نمبر 3 دسمبر 2008ء صفحہ 14,13)

حرف آخر، تصویر کے دو رُخ

جماعت احمدیہ قدرت ثانیہ کے مظہر کی سالاری میں

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

دن دوگنی رات چوگنی ترقی کرتی رہی، اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ نظام 104 بہاریں دیکھ چکا ہے اور مسیح آخر الزمان کا نام آج خلافت کی برکت سے زمین کے کناروں تک پہنچ چکا ہے۔ خلافت کی بدولت جماعت ہر مشکل اور ابتلاء سے سرخرو ہوکر نکلی۔ خلفاء کی دعائیں عرش پر سنی گئیں۔ کہیں احرار کے قدموں تلے سے زمین نکلتے دیکھی گئی اور کہیں شاہوں کے ٹکڑے ہوا میں بکھرتے نظر آئے۔ تحریک جدید، وقف جدید اور وقف نو جیسی سکیمیں خلافت کے دم سے جاری ہوئیں۔ اسلام کی پُرامن تعلیم کا پرچار، قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت، ہسپتالوں اور سکولوں کا قیام خلفاء کرام کی رہنمائی اور شبانہ دعاؤں کا نتیجہ ہے۔ جانثاران خلافت سے بھری ہوئی جلسہ گاہیں اس نظام کی مضبوطی اور بہشتیوں سے بھرے ہوئے مقبرے نظام وصیت کے عالمگیر ہونے کا ثبوت ہیں۔ ملک ملک آئے دن "وَسِّـــع مَــکَـانَکَ" کے نظارے اس الہام کی عظمت کو چار چاند لگا دیتے ہیں۔ وہ آواز جو قادیان سے اٹھی تھی آج خلافت کی برکت سے دنیا کے 200 ممالک میں گونج رہی ہے۔ "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا الہام خلافت کی بدولت ایک نئی شان کے ساتھ ایم ٹی اے کی صورت میں پورا ہوا، اور آج خلیفۃ المسیح ہوا کے دوش پر ملک ملک قریہ قریہ اور گھر گھر پہنچ کر مسیح محمدی کے پیغام کو لوگوں تک پہنچا رہے ہیں۔

جناب عبید اللہ علیم نے اس نظارے کی کتنی خوبصورت منظرکشی کی ہے ؎

عرش سے تا فرش اک نظارہ و آواز تھا
جب وہ اُترا جامۂ نور سخن پہنے ہوئے
رات بھر پگھلا دُعا میں اشک اشک اس کا وجود
تب کہیں یہ صبح نکلی ہے چمن پہنے ہوئے

اور یہ بھی صدائے عام ہے:

تم بھی اے کاش کبھی دیکھتے سُنتے اس کو
آسماں کی ہے زباں یارِ طرح دار کے پاس

اب تصویر کا دوسرا رُخ دیکھتے ہیں، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مارچ 1914ء میں منکرین خلافت مسیح کی بستی اور آپ کے درخت وجود سے کٹ گئے اور خلافت کے شجر سایہ دار سے نکل کر جماعت کے تمام اموال اور انجمن کا تمام ریکارڈ لے کر لاہور آ گئے اور یہ بلند بانگ دعوے کئے کہ قادیان پر جلد عیسائیوں کا قبضہ ہو جائے گا۔ وہ لوگ جنہیں اپنے علم اور دنیاوی رتبوں کا زعم تھا اور جنہیں مسیح محمدی کی پاک صحبت بھی نصیب ہوئی انہوں نے اس امام الزمان کی موجودگی میں اس کے مقام کو تسلیم کیا اور وقتاً فوقتاً اس کا اعلان اور حلفیہ بیانوں کے ساتھ اس کا اظہار بھی کیا۔ جب اُس کے درخت وجود سے جدا ہوئے تو روحانی لحاظ سے سوکھتے اور دن بدن قعر مذلت میں گرتے چلے گئے۔ امام الزمان کی حیثیت اس کی شان اور مقام کو کم کرتے کرتے ایک عام مجدّد کے رتبے پر لے آئے۔ اپنی زبانوں کو بل دیتے، پیچ دار باتیں کرتے اور لفظی بحثوں میں الجھے الجھے حقیقت سے کوسوں دور چلے گئے۔ اور ان کی زمین دن بدن گھٹتی چلی گئی اور خدا کی تقدیر نے دونوں گروہوں میں ایسا نمایاں فرق کر کے دکھا دیا جو ہر صاحب بصیرت کے لئے روز روشن کی طرح ہے۔

مولوی محمد علی صاحب نے اپنی جماعت کے نوجوانوں کو مخاطب کر کے کہا تھا: "مَیں اپنے نوجوان دوستوں کو کہوں گا، اور بار بار کہوں گا کہ قوم کی روایات کو زندہ رکھو۔ ایک دن آئے گا کہ تم اپنے ایک ایک بزرگ کے جسم کو اپنے ہاتھوں سے مٹی میں دفن کرو گے۔ اے میرے نوجوان دوستو! مَیں تمہیں بڑی تاکید کے ساتھ یہ کہتا اور نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے بزرگوں کے جسموں کے ساتھ کہیں اپنی روایات کو دفن نہ کر دینا۔ ان کو زندہ رکھنا اور ترقی دینا۔ تا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ یہ قوم مرتی چلی جاتی ہے"۔

(مجاہد کبیر صفحہ 5 شائع کردہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام، ایڈیشن اول، دسمبر 1962ء)

ان کی یہ آواز صدا بہ صحرا ثابت ہوئی، اور آج چشم فلک یہ نظارہ دیکھ رہی ہے کہ یہ قوم مرتی چلی جاتی ہے۔ قادیان پر غیروں کے قبضے کا دعویٰ کرنے والوں کے اپنے ایوان آج ویرانوں کا منظر پیش کر رہے ہیں۔ مالی قربانی کا کوئی نظام ہے نہ وصیت کا آسمانی سلسلہ۔ وہ سلسلہ جس کی بنیادی اینٹ خدا نے اپنے ہاتھ سے رکھی تھی اس کی پُرشکوہ عمارت اہل پیغام کے ہاں نہ بن سکی، اور اس کے لئے جو قومیں تیار کی گئیں تھیں وہ کبھی ان کے آغوش میں نہ آسکیں ؎

صاف دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دِل میں ہے خوفِ کردگار

❁❁❁❁❁❁

بقیہ: اسلام پر صلیبی یلغار کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے غلاموں کا کامیاب دفاع
از صفحہ نمبر 2

کے اس چینل کا آغاز ایک مصری عیسائی پادری زکریا بطرس نے کیا۔ اس عیسائی پادری کے زہریلے اثرات کو ختم کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زیر ہدایت و نگرانی ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر مختلف عربی پروگرام شروع کئے گئے جن کے نتیجہ میں سعید فطرت عرب مسلمانوں نے اس بات کا اعتراف کیا کہ جماعت احمدیہ نے دلائل ساطعہ کے ساتھ پادری زکریا بطرس جیسے بیباک دشمن اسلام کا منہ بند کر دیا ہے۔ قارئین الفضل انٹرنیشنل مکرم محمد طاہر ندیم صاحب کے سلسلہ وار مضامین "**مصالح العرب**" میں یہ ایمان افروز تفصیلات پڑھ چکے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

❁ ......سعودی عرب سے ایک خاتون **اُمّ مُحَمَّد** نے لکھا کہ:

"مَیں پانچ ماہ سے زائد عرصہ سے عیسائی چینل "**الحیاۃ**" دیکھ رہی تھی اور نہایت پریشان تھی کہ عالم اسلام میں کوئی ایک بھی ایسا عالم نہیں جو اس پادری کو جواب دے سکے۔ مَیں نے کئی اسلامی اداروں اور شیوخ سے رابطہ کِیا مگر بعض تو صرف جواب دینے کا وعدہ کر کے خاموش ہو گئے مگر اکثر نے یہی کہا کہ تم ایسے چینل دیکھتی کیوں ہو۔ اس صورت حال میں میرے سامنے ایک ہی راستہ رہ گیا تھا کہ مَیں اپنے خدا سے اس بارے میں دعا کروں۔ چنانچہ مَیں تہجد کی نماز میں رو رو کر خدا کے حضور دعا کیا کرتی تھی کہ اے خدا! تو خود ہی ایسے لوگ کھڑے کر دے جو اس عیسائی چینل کا منہ توڑ جواب دے سکیں۔ الحمد للہ کہ آج میرے خدا نے میری تہجد کی دعائیں سن لی ہیں اور مَیں نے چینل پر آپ کے روشن چہرے دیکھ لئے ہیں۔ اور چونکہ ضرر رساں چیز میں بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور ہوتا ہے، اس پادری کے اسلام پر حملوں کا کم از کم فائدہ یہ تو ہوا کہ مجھے آپ جیسے نیک لوگوں کو دیکھنے کا موقع مل گیا۔ اللہ آپ کے ساتھ ہو...... خدا تعالیٰ نے آپ جیسے لوگوں کو اس کام کے لئے چن لیا ہے کہ اس شخص (زکریا بطرس) کا منہ توڑ جواب دیں"۔

❁ ......ایک مصری عرب دوست **الحـــاج ابـــراهيـــم** نے 5 رمئی 2007ء کو نشر ہونے والے "**اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر**" کے پروگرام میں اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا:

"آپ نے اس خوبصورت پروگرام کے ذریعہ مسلمانوں کا جھنڈا کل عالم میں بلند کر دیا ہے۔ مَیں آپ کا اور یہ پروگرام شروع کرنے والوں کا شکرگزار ہوں"۔

❁ ......مکرم **ابراهيم خليل علی** صاحب نے مصر سے لکھا:

"مَیں زکریا بطرس کے پروگرام دیکھتا تھا اور نہایت درجہ پسپائی کا شکار ہو جاتا تھا اور میرا بلڈ پریشر بڑھ جاتا تھا۔ اب آپ کے پروگرام ہمارے سینوں کے زخموں کی شفا لے کر آئے ہیں"۔

❁ ......مکرم **عبدالوهاب محمد حسين** صاحب نے مصر سے لکھا:

"پادری زکریا بطرس کے اسلام پر خطرناک حملوں کے مقابل پر جس ہمت اور خوبصورتی کے ساتھ آپ نے مقابلہ کِیا ہے، تو میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے اور آپ کی مدد فرمائے"۔

❁ ......مکرم **محمد عمر** صاحب آف فرانس نے لکھا:

"وہ جماعت جس نے فسق و فجور سے بھرے چینل کا دندان شکن جواب دے کر پادری زکریا جیسے بیباک دشمن اسلام کا منہ بند کر دیا ہے، اس نے دیار غیر میں رہنے والے مسلمانوں کا سر فخر سے اونچا کر دیا ہے۔ اللہ آپ کی عمر دراز کرے۔ ہم سب آپ کی تائید میں آپ کے ساتھ کھڑے ہیں"۔

❁ ......**حسين المنشاوی** مصر سے لکھتے ہیں:

"جب سے مجھے آپ کا ایم ٹی اے ملا ہے آپ میری خوشی اور انشراح صدر کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ مَیں جانتا ہوں کہ مَیں نے زکریا بطرس کا پروگرام دیکھنے کا عرصہ کس اذیت میں گزارا ہے۔ میرے لئے یہ بات نہایت تکلیف دہ تھی کہ ایک پادری اپنے گمراہ کن خیالات سے مسلمانوں کے جذبات سے کھیل رہا ہے اور اس کا جواب دینے کے لئے کوئی مسلمان آگے نہیں آ رہا۔ اب ایم ٹی اے کی شکل میں مجھے ایک بیش بہا خزانہ مل گیا ہے جس نے پادری کے غرور کا سر نیچا کر دیا ہے۔ الحمد للہ کہ **اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر** اور **اَجْوِبَۃ عَنِ الْاِیْمَان** نے مجھے اطمینان اور سکینت کا وہ دودھ بخشا ہے کہ مَیں اسے پی کر اب آرام کی نیند سوتا ہوں"۔

اسلام کا درد رکھنے والے مسلمانوں کی یہ آراء بتلا رہی ہیں کہ اکیسویں صدی میں اٹھنے والے اس دشمن اسلام نے کس قدر فتنہ برپا کیا اور مسلمانوں کا دل کتنا دُکھایا بلکہ انہیں اسلام سے برگشتہ کرنے کا کس قدر خطرناک منصوبہ بنایا اور اگر اس کا جواب دینے کے لئے آج کا سر صلیب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے غلام نہ ہوتے تو مسلمانوں کو کس قدر سبکی اٹھانی پڑتی۔

❁ ......ایک اَور عرب دوست **صابر الفيتوری** لکھتے ہیں:

"جب اسلام پر حملے اپنی شدت کی انتہا کو پہنچ گئے، تب "**اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر**" کے نام سے ایک چینل رونما ہوا جو جماعت احمدیہ کی ملکیت ہے۔ یہی وہ چینل ہے جس نے اپنے پروگرام **اَجْوِبَۃ عَنِ الْاِیْمَان** کے ذریعے جہاں ایک طرف بائبل اور انجیل کا محرف اور مبدل ہونا ثابت کیا، وہاں اسلام پر کئے جانے والے تمام اعتراضات اور تمسخر کا ایسا منہ توڑ جواب دیا کہ عیسائیوں کے چینل کو خاموش کر دیا۔ گویا **اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر** نے گفت و شنید اور دلائل سے وہ کام کر دکھایا ہے جسے سرانجام دینے کے لئے ہماری تمام دیگر تبلیغی جماعتیں قاصر رہیں"۔

❁ ...... **جامعة الأزهر** کے ایک پروفیسر عمر الشاعر نے تو یہ سب کچھ جانتے ہوئے کہ ایم ٹی اے جماعت احمدیہ کا چینل ہے اور جماعت احمدیہ سے ہمارے اختلاف ہیں، بڑے زور سے کہا کہ ہمیں خوشی ہے کہ آخر ایک مسلمان چینل نے زکریا بطرس عیسائی پادری کی ہرزہ سرائیوں کا منہ توڑ جواب دیا ہے اور اس طرح پر قرآنی حکم **اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ** کے تقاضوں کو خوب پورا کیا ہے۔

غرض جماعت احمدیہ کی گزشتہ 123 سال کی تاریخ گواہ ہے کہ اسلام پر جب بھی دنیا کے کسی کونے سے یلغار ہوئی تو بانیٔ سلسلہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے غلاموں کے سوا کسی کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ اور اگر آج کے مسلمان اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور وہ ہمیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں تو مَیں اُن سے دریافت کرتا ہوں کہ ان کے علماء اُس وقت کہاں تھے جب امریکہ کا عیسائی مناد ڈاکٹر جان ہنری بیروز امریکہ سے چل کر اس غرض سے ہندوستان پہنچا تھا کہ تا وہ برصغیر کے مسلمانوں کو عیسائیت کی گود میں لانے کے لئے زمین تیار کرے بلکہ ان کے مقامات مقدسہ مکہ اور مدینہ پر کمندیں ڈال کر وہاں اپنے مصنوعی خدا کے پرستاروں کو آباد کرے۔ پھر مسلمانوں کے وہ علماء اس وقت کہاں تھے جب بشپ لیفرائے انگلستان سے یہ عزم لے کر نکلا تھا کہ وہ برصغیر کے تمام مسلمانوں کو آئندہ دس سالوں کے اندر عیسائیت کی آغوش میں لے آئے گا اور بالفعل اس نے ہندوستان پہنچتے ہی تمام انبیاء پر مسیح کی فضیلت کا پرچار کچھ اس طرح کرنا شروع کیا کہ تمام اہل اسلام اس کے سامنے بے بس ہو کر رہ گئے۔ پھر یہی اہل اسلام اور ان کے علماء اس وقت کہاں تھے جب امریکہ کا جان الیگزنڈر ڈوئی نام کا ایک پادری دین محمدی کو تمام دنیا سے مٹا دینے کا ناپاک عزم بنا رہا تھا۔ لیکن اگر وہ زمانہ جانے بھی دیا جائے تو جب آج سے دس سال پہلے زکریا بطرس نام کا ایک بیباک مصری پادری اسلام پر اعتراضات کا پلندہ لے کر اپنے ٹی وی چینل پر تمام اہل اسلام کو ان کا جواب دینے کے لئے للکار رہا تھا تو مَیں اسلام کے ان دعویداروں سے پوچھتا ہوں کہ ان کے علماء کہاں تھے اور کیوں وہ اس پادری کا منہ توڑنے کے لئے سامنے نہ آئے۔ اور اگر کوئی اس دشمن اسلام کا جواب دینے کے لئے اٹھا تو وہ اسی مسیح محمدی کا ایک غلام تھا جسے اسلام کے یہ دعویدار کافر، ملحد اور دجال کہتے ہوئے تھکتے نہیں؟

❁❁❁❁❁❁

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ از صفحہ اوّل: افتتاح مسجد بیت الامن ہیز

مَیں جماعت احمدیہ کا پرانا دوست ہوں اور میرے والد بھی جماعت کے دوست تھے کیونکہ وہ اپنی سیاسی جدوجہد کے سلسلہ میں قادیان بھی گئے تھے جو کہ جماعت احمدیہ کا پہلا مرکز ہے۔ انہوں نے کہا مجھے اس جماعت کے ساتھ مل کر

کام کرنے پر فخر ہے کیونکہ یہ جماعت جہاں بھی جاتی ہے امن وسلامتی اور محبت و پیار کو پھیلاتی ہے۔ انہوں نے بسوں کے ذریعہ امن کے پیغام کو پھیلانے پر بھی جماعت کی تعریف کی۔ اسی طرح اس بات کی تعریف کی کہ جماعت احمدیہ یوکے نے قیام امن کے لئے آل پارٹی پارلیمنٹ کمیٹی بھی قائم کی ہے جس کے وہ بھی ممبر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ آج کی افتتاحی تقریب میں مختلف طبقوں کے لوگوں کا اتنی بڑی تعداد میں جمع ہونا بھی جماعت احمدیہ کے دوسروں سے اچھے تعلقات کی عکاسی کررہا ہے۔ انہوں نے اپنی طرف سے ہر قسم کے تعاون کی پیشکش کی۔

معزز مہمانوں کی تقاریر کے بعد حضور انور نے مسٹر جان مکڈونل MP کو £2500 کا چیک پیش کیا جو کہ ان کی سرپرستی میں چلنے والے خیراتی ادارہ کے لئے بطور عطیہ تھا۔ یہ خیراتی ادارہ ضرورتمند نوجوانوں کی مدد کرتا ہے۔

اس کے بعد حضور انور نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضور انور کا مہمانوں سے خطاب

تشہد وتعوّذ کے بعد حضور انور نے سب مہمانوں کو السلام علیکم کہا اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ باوجود اس کے کہ آپ مختلف مذاہب اور نظریات سے تعلق رکھتے ہیں پھر بھی ہماری دعوت پر تشریف لائے ہیں۔ فرمایا آپ کا یہاں تشریف لانا ظاہر کرتا ہے کہ آپ سب مثبت انسانی اقدار پر یقین رکھتے ہیں اور یہ کہ ہم سب کو آپس میں امن و محبت اور ہم آہنگی کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور یہی جماعت احمدیہ کا مقصد ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انسان دوسری تمام مخلوق سے اس لحاظ سے ممتاز ہے کہ اس میں اُنس و محبت کا ایک خاص جذبہ پایا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم نے احمدی مسلمان ہونے کی حیثیت سے بانی اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سیکھی ہے کہ ایک دوسرے کا شکریہ ادا کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہے لہٰذا ایک مسلمان کو ہمیشہ اپنی ہر حرکت وقول میں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ خدا کی رضا کو حاصل کرے۔ اس لئے خدا کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے مَیں آپ سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور آپ سب کو اس مسجد کے افتتاح پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ اس مسجد کا نام بیت الامن رکھا گیا ہے جس کا مطلب ہے امن کا گھر۔ اس لحاظ سے مَیں آپ سب کو امن وسلامتی کا پیغام دیتا ہوں۔ اس مسجد سے سارے علاقے میں محبت وامن پھیلے گا۔

حضور نے مختصراً جماعت کا تعارف اور جماعت کے عقائد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم احمدی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ہدایت دینے اور ان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے انبیاء مبعوث کرتا رہا ہے جو انسان کو نیکی اور برائی کا فرق بتاتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارا اعتقاد ہے کہ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو بطور مسیح موعود اور امام مہدی مبعوث فرمایا ہے جن کا کام یہ تھا کہ لوگوں کو خدا کے قریب لائیں اور دین اسلام کی تعلیمات کو نمایاں کریں اور اس پہلو سے آپ کی بعثت کا مقصد اسلام کی محبت اور امن کی تعلیم کا فروغ ہے۔ آپؑ کی آمد سے پہلے مسلمان اسلام کی حقیقی تعلیم کو بھول گئے تھے اور دوسرے مذاہب کے لوگ بھی خدا سے دُور جا چکے تھے۔ اس لئے ضرورت زمانہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو مبعوث فرمایا تا کہ خدا اور بندے کے درمیان اور انسان اور انسان کے درمیان باہمی تعلقات کو درست کیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ ہم تہ دل سے اس مسیح موعود کی تعلیمات کے ماننے والے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم اس تعلیم پر عمل کریں اور اس تعلیم پر عمل کر بھی رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ نے ہمیں بار بار توجہ دلائی کہ ہمارا ہر عمل خدا کی رضا کے لئے ہونا چاہئے اور جس کا ہر عمل خدا کی رضا کے لئے ہوگا وہ خدا کی مخلوق کے لئے بھی ہمدردی اور محبت کے جذبات رکھے گا۔ حضور نے فرمایا کہ ہمیں سکھایا گیا ہے کہ تمام مخلوقات میں سے انسان سب سے افضل ہے اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ایک دوسرے کا احترام کریں اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھیں۔ اس سے وہ ماحول پیدا ہوگا جو انصاف اور محبت کو قائم کرنے والا ہوگا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کی دنیا میں میڈیا کی تیز رفتاری کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے کے قریب آچکے ہیں۔ ایک خبر چند سیکنڈ میں ساری دنیا میں پھیل جاتی ہے۔ اس کے جہاں کچھ فوائد ہیں وہاں کچھ نقصانات بھی ہیں۔ کاش لوگ اس کے فوائد حاصل کریں اور نقصانات سے بچنے والے ہوں۔ جب ہم TV پر کوئی خبر دیکھتے اور سنتے ہیں کہ کسی ملک میں کوئی آفت آئی ہے تو اگر ہم آفت زدہ لوگوں کی خدمت کے لئے کچھ نہیں کرتے تو محض دیکھنا اور ان باتوں کا علم رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اس کا حقیقی فائدہ تب ہوگا جب ہم ایسی خبر سن کر اپنے تمام وسائل اور صلاحیتوں کو کام میں لاتے ہوئے بے غرض ہوکر ضرورتمندوں کی خدمت کریں اور اپنے ذاتی مفادات اور کسی لالچ کے تحت خدمت نہ کریں جیسے پانی، خوراک، کپڑے، رہائش وغیرہ کی ضروریات کو پورا کریں اور اپنی حکومتوں کے ذریعہ ان مسائل کے طویل المیعاد حل بھی سوچیں تا کہ لوگ اپنے پاؤں پر کھڑا ہوسکیں۔ ہمیں ایسے منصوبے بنانے چاہئیں کہ ممالک اپنے وسائل کو لوگوں کی بھلائی کے لئے خرچ کریں تا کہ وہ حقیقی معنوں میں آزاد ہوسکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اگر خدمت کرنے والے ذاتی مفادات کے لئے خدمت کریں گے تو اس سے کئی اور مسائل پیدا ہوں گے جو دنیا کے امن کو برباد کرنے والے ہوں گے۔ جماعت احمدیہ نے ہمیشہ ذاتی مفادات سے علیحدہ رہ کر بنی نوع انسان کی بےلوث خدمت کی ہے جس کا مقصد صرف خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ ہم کسی سے تعریف حاصل کرنے کے لئے خدمت نہیں کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اسی جذبہ سے ہم انسانیت کی خدمت کرتے ہیں اور ہم نے کئی طویل المیعاد منصوبے بھی بنائے ہیں جن کی تفصیل میں جانے کا یہ موقع نہیں لیکن جب بھی اور جہاں بھی بنی نوع کو ضرورت ہوتی ہے ہم اس جذبہ سے خدمات کے لئے آگے آتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض دفعہ میڈیا بعض تشدد پسند لوگوں کے واقعات دکھا کر اسلام کو بدنام کرتا ہے جو سراسر بےانصافی ہے۔ اسی طرح کئی مسلمان لیڈر اپنے عوام پر تشدد کرتے ہیں تو اسے بھی اسلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے حالانکہ اسلام کی سچی تعلیم سے ان لوگوں کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کے نتیجہ میں لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق خدشات جنم لیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اسلام کی حقیقی تعلیم ہر قسم کے تشدد کے خلاف ہے۔ قرآن کریم تو کہتا ہے کہ ایک انسان کا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے اور ایک شخص کو بچانا ساری انسانیت کو بچانے کے مترادف ہے۔ اسلام تشدد کی بجائے حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ نماز اور عبادت اس وقت قبول ہوگی جب انسان حقوق العباد ادا کرے گا۔

حضور نے فرمایا کہ یہ مسجد بیت الامن ہے۔ امن کا گھر ہے۔ یہ خدا کی عبادت کے لئے بنی ہے اور سب لوگوں کو امن دینے والی ہے اور اس مسجد میں آنے والے سوسائٹی میں امن پھیلانے والے اور تمام انسانوں کی خدمت کرنے والے ہوں گے۔ مجھے امید ہے کہ اس مسجد کے افتتاح سے جن لوگوں کے دلوں میں اسلام کے متعلق غلط فہمیاں تھیں وہ دور ہوں گی۔ انشاء اللہ۔ ہم اسلام کے متعلق تمام غلط خیالات کو تبدیل کر کے اور تمام لوگوں سے اچھے تعلقات پیدا کر کے اور محبت کا پیغام دے کر ان کے دل جیتیں گے۔ حضور نے آخر پر ایک دفعہ پھر سب مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ سب کو بہترین جزا دے اور محبت، امن اور خدمت انسانیت کے مشن میں ہمارے ساتھ تعاون کرنے کی توفیق دے۔ (حضور انور کا یہ خطاب انگریزی زبان میں تھا۔)

حضور انور نے اپنے خطاب کے بعد چند معزز مہمانوں کو کچھ تحائف دیئے۔ ان میں مسٹر ورندر شرما صاحب MP۔ مسٹر جان مکڈونل MP۔ ریجنل پولیس کمانڈر۔ انڈین ہائی کمشنر اور ایک ڈپٹی میئر شامل تھے۔

اس کارروائی کا اختتام اجتماعی دعا سے ہوا جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کروائی اور اس کے بعد معزز مہمانوں کی خدمت میں ڈنر پیش کیا گیا۔ ڈنر کے اختتام پر بعض مہمانوں نے حضور انور سے انفرادی طور پر شرف ملاقات حاصل کیا اور پھر حضور انور واپس مسجد فضل تشریف لے گئے۔ الحمد للہ یہ تقریب ہر لحاظ سے کامیاب و بابرکت رہی۔ اللہ تعالیٰ تمام منتظمین، شرکاء اور بالخصوص مسجد کے لئے مالی قربانی کرنے والے احباب وخواتین کو اور مسجد کی تعمیر میں حصہ لینے والوں کو اجر عظیم سے نوازے۔ آمین اللّٰھم آمین۔ ◎

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 و 29 جولائی 2009ء کے حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی پاکیزہ سیرت کا بیان گزشتہ شمارہ سے جاری ہے۔

☆ محترم محمد شبیر صاحب زیروی لاہور کو 1953ء کے مارشل لاء میں گرفتار ہوکر حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے ساتھ جیل میں رہنے کی سعادت ملی۔ اُس دور کی یادیں تازہ کرتے ہوئے آپ تحریر کرتے ہیں: جیل سے ہمارا ناشتہ آگیا جو کالے ابلے ہوئے چنوں کا تھا۔ مَیں نے ترچھی نظروں سے چنوں کی طرف دیکھا۔ آپؒ میرے چہرے کے تأثرات ہی سے میرے دل کی کیفیت بھانپ گئے اور فوراً ان کو چادر پر ہاتھ سے بکھیرنے کے بعد مزے لے کر کھانا شروع کردیا۔ آپؒ کھاتے ہوئے فرماتے جاتے: بشیر صاحب! دیکھئے یہ تو بہت لذیذ ہیں۔ آپؒ نے مجھے تکلیف کے ان دنوں کو حوصلہ اور بشاشت سے گزارنے کے آداب سکھائے۔ چنانچہ میں نے بھی کھانا شروع کردیا۔ اپنے عمل سے گویا آپ نے بڑے لطیف انداز میں مجھے یہ بات ذہن نشین کرادی کہ ہم جیل میں ہیں اور پھر مارشل لاء کی جیل میں۔ اس لئے ہمیں بشاشت کے ساتھ حالات کے تقاضوں کے مطابق ڈھل جانا چاہئے۔ غالباً اسی دن دوپہر سے حضرت صاحب کے گھر سے کھانا آنا شروع ہوگیا جو اس قدر ہوتا تھا کہ ہم سب سیر ہوکر کھالیتے تھے تو پھر بھی بچ جاتا تھا۔

میں نے ایک دن عرض کی کہ میری گرفتاری اچانک اور بالکل غیر متوقع تھی اس لئے پہلے پہل میں بہت پریشان ہوگیا اور میری بھوک پیاس بالکل ختم ہوگئی لہٰذا ناشتہ بھی نہ کر پایا۔ ماسوائے کپ چائے کے مَیں کچھ نہ کھا سکا۔ یہ سن کر حضورؒ نے فرمایا: جب مجھے گرفتار کیا گیا تو میں نے پہلے نہایت ہی اطمینان سے غسل کیا پھر خوب سیر ہوکر ناشتہ کیا کیونکہ ایسے وقتوں میں مجھے خوب بھوک لگتی ہے۔ اس کے بعد کپڑے تبدیل کئے۔ نیز فرمایا: خدا کے فضل سے میرے جوہر بحران میں کھلتے ہیں۔ اور میری اندرونی طاقتیں نمایاں ہونا شروع ہوجاتی ہیں۔

حضورؒ ہر وقت خوش رہتے اور ہمیں خوش رکھنے کی کوشش فرماتے اور ہمارے ذہنوں میں یہ احساس پیدا کرتے رہتے کہ یہ آزمائش اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس میں کامیابی کے بعد ہم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعامات کی بے شمار بارشیں ہوں گی۔ لہٰذا ہمیں استقلال کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ ان لمحات کو مسکراتے ہوئے گزارنا چاہئے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی حمد سے آپ کی زبان ہمیشہ تر رہتی تھی۔ دوستوں کو بھی شکر کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ ایک دوست کو اپنے پاس سے دوائی مرحمت فرمائی تو فرمایا کہ اس کے ساتھ شہد کا استعمال کریں۔ اس نے عرض کیا حضور! خالص شہد ملنا بہت مشکل ہے۔ فرمایا: مَیں شہد بھی اپنے پاس سے دینے کو تیار ہوں۔ لیکن ایک شرط پر اور وہ یہ کہ ہر چمچہ شہد کھانے کے ساتھ آپ کو دو ہزار مرتبہ الحمدللہ کا ورد کرنا پڑے گا۔ نیز فرمایا ایک چمچہ شہد کی تیاری کے لئے (اللہ) دو ہزار مکھیوں کو حکم دیتا ہے کہ اس کام میں لگ جاؤ۔ یہ مکھیاں ڈیڑھ ڈیڑھ میل تک کے فاصلے سے پھولوں کا رس نچوڑ کر لاتی ہیں اور نہایت مصفّٰی خوشبودار اور صحت افزا قدرتی میٹھا تیار کرتی ہیں اس لئے ہم پر یہ فرض ہے کہ ہر قطرہ شہد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کا تصور ذہن میں لائیں کہ اس نے اپنے فضل سے ہمارے لئے لاکھوں مزدور مکھیوں کے ذریعہ میٹھا بنانے کا کام جاری فرمایا ہوا ہے۔

☆ مکرم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں: ایک روز حضورؒ نے فرمایا کہ منصورہ کی وفات کے دوسرے روز میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ میری ایک دفعہ منصورہ سے ملاقات کرادے تو اس رات کشفی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی کمال شفقت سے اس خواہش کو پورا کیا۔...... منصورہ بیگم نے نہایت خوبصورت رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور ستونوں والی ٹیرس کی شکل کی ایک عمارت میں جو سات طبقات میں تقسیم شدہ تھی اس میں ملاقات کے لئے مجھے لے جایا گیا۔ ایک مقام پر پہنچ کر مجھے آواز آئی کہ اس سے آگے نہ تم اوپر جاسکتے ہو اور نہ نیچے وہ آسکتی ہیں۔ نہایت ہی خوشنما منظر تھا اور منصورہ بیگم بہت خوش تھیں اور میرے دل میں اس ملاقات سے بڑا سکون پیدا ہوا۔

☆ محترم مسعود احمد صاحب دہلوی تحریر کرتے ہیں: 1960ء میں حضورؒ نے صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ کی حیثیت سے ماہنامہ ''انصاراللہ'' جاری فرمایا اور مجھے اس کا پہلا ایڈیٹر مقرر کیا۔ حضور نے دلی شغف، محنت اور جاں سوزی سے اس علمی اور تربیتی پودے کی آبیاری کی اسے معیاری مجلّہ کی حیثیت سے پروان چڑھانے میں بیش بہا ہدایات اور نصائح سے مجھے سرفراز فرمایا۔ ان میں سے ایک ہدایت یہ تھی کہ مَیں حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کی اہلیت اپنے اندر پیدا کروں۔ حضورؒ نے فرمایا: ''اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی تمام کتب اور ملفوظات وارشادات قرآن مجید کی تفسیر ہیں۔ حضرت اقدس جو بات کسی قرآنی آیت کا حوالہ دیئے بغیر بظاہر اپنی طرف سے بیان فرماتے ہیں وہ بھی کسی نہ کسی آیت کی تفسیر ہوتی ہے۔ حضورؑ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے۔ وہی کچھ کہتے ہیں جو قرآن مجید نے بیان کیا ہے۔''

☆ مکرم مولانا سلطان محمود صاحب انور تحریر کرتے ہیں: 1965ء میں جب حضور مسند خلافت پہ متمکن ہوئے تو خاکسار منڈی بہاءالدین میں بطور مربی متعین تھا۔ مجھے ایک مرتبہ پیٹ میں دائیں جانب دردسی رہنے لگی۔ دو ڈاکٹر صاحبان نے معائنہ کے بعد یہ رائے قائم کی کہ اپنڈکس بڑھنے کا قوی امکان ہے اور اس صورت میں آپریشن کی ضرورت ہوگی۔ خاکسار کو یہ سن کر تشویش ہوئی اور اگلے ہی روز ربوہ پہنچ کر حضورؒ کی خدمت میں ساری کیفیت بیان کرکے دعا کی عاجزانہ درخواست کی۔ حضورؒ نے نہایت توجہ سے ساری باتیں سن کر خاکسار کو تسلی دی کہ انشاءاللہ میں دعا کروں گا اور اپنڈکس کی تکلیف ہرگز نہ ہوگی۔ چنانچہ اگر کوئی تکلیف پردۂ غیب میں مقدّر بھی تھی تو میرے آقا کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے فضل فرمادیا۔

☆ محترم کرنل داؤد احمد صاحب تحریر کرتے ہیں: حضرت مصلح موعودؓ کی شدید بیماری کے دوران اور خصوصاً حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی وفات کے بعد آپؒ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئیں تھیں۔ اس تمام عرصہ میں حد درجہ وفا اور نہایت اعلیٰ تابعداری کا نمونہ آپ نے دکھایا اور حضرت مصلح موعود کو تمام جماعتی امور سے باخبر رکھا۔ حضرت مصلح موعود کی چھپن سالہ تربیت نے آپؒ کو کندن بنادیا تھا۔ اسی لائحہ عمل پر چلے جس کا خاکہ حضرت مصلح موعودؓ کھینچ چکے تھے۔ پھر تقدیرِ الٰہی کے مطابق مسند خلافت پر متمکن ہوئے تو اس بات کی عملی شہادت مل گئی کہ حضرت مصلح موعودؓ اور سیدنا اخی المکرّم کی خلافت ایک دوسرے سے کتنی پیوست ہے گویا کہ باپ اور بیٹے کی خلافت ستر سالہ دور ایک ہی تھا۔ سلسلہ کے بعض خادموں نے ایسی خوابیں بھی دیکھیں جن سے یہی تفہیم ہوتی تھی۔

☆ مکرم آفتاب احمد صاحب بسمل تحریر کرتے ہیں: مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد پہلی مرتبہ کراچی تشریف لائے۔ زبردست دینی مصروفیات کی وجہ سے آرام کے لئے وقت کم ہی ملتا تھا۔ بہرحال جماعت کراچی نے سمندر کے کنارے پکنک کا انتظام کیا تھا۔ دو Huts حاصل کئے گئے۔ ایک میں احباب جماعت اور دوسرے Hut میں حضورؒ مع بیگم صاحبہ قیام پذیر تھے۔ مجلس شعر و سخن کا انعقاد بھی ہوا۔ حضورؒ نے فرمائش کرکے خاکسار کی نظم ''کراچی نامہ'' سماعت فرمائی۔ پھر مکرم مولانا عبدالمالک خانصاحب کی درخواست پر حضورؒ نے نظم ''خلافت'' پیش کرنے کی اجازت دی۔ اس نظم میں حضرت مصلح موعودؓ کی وفات کے بعد مَیں نے مزید دو بندوں کا اضافہ کردیا تھا۔ جب وہ بند سنائے تو مجلس کا ماحول یکدم اداس ہوگیا۔ حضورؒ آبدیدہ ہوگئے اور تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کر تشریف لے گئے۔ حضور کے جاتے ہی محترم ثاقب زیروی صاحب اور چند دوسرے احباب خاکسار پر خفگی کا اظہار کرنے لگے۔ مولانا عبدالمالک خانصاحب استغفار کرنے لگے اور کہا کہ مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ اس نظم میں دو بند مزید بڑھ گئے ہیں۔ خاکسار اپنی جگہ شرمندہ تھا۔ اتنے میں ایک محافظ نے آکر اطلاع دی کہ حضورؒ نے بسمل صاحب اور ثاقب صاحب کو یاد فرمایا ہے۔ چنانچہ ہم دونوں حاضر ہوئے۔ حضور برآمدہ میں کرسی پر تشریف فرما تھے اور سامنے دو کرسیاں ہمارے لئے رکھی ہوئی تھیں۔ خاکسار سے ارشاد فرمایا ''وہی نظم پھر سنائیں۔ میں نے منصورہ بیگم سے ذکر کیا تو انہوں نے بھی سننے کی خواہش ظاہر کی ہے''۔ چنانچہ خاکسار نے دوبارہ وہ طویل نظم سنائی جسے حضرت سیدہ نے پردہ میں بیٹھے ہوئے سماعت فرمایا۔

☆ محترم محبوب عالم خالد صاحب تحریر کرتے ہیں: حضورؒ 1938ء کے آخر میں انگلستان سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے واپس تشریف لائے تو اُسی سال کے آغاز میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے زیر ارشاد مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ اس زمانہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کی رکنیت طوعی تھی لازمی نہیں تھی۔ خاکسار نے آپؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ بھی اس مجلس کے ممبر بن جائیں۔ آپ نے کچھ ہچکچاہٹ محسوس کی۔ لیکن جب خاکسار نے عرض کیا کہ یہ حضرت مصلح موعودؓ کے منشاء کے مطابق قائم ہوئی ہے تو آپ نے فوراً اس کی رکنیت اختیار کرلی اور پھر لمبا عرصہ اس کے صدر بھی رہے۔

آپ جن دنوں مدرسہ احمدیہ کے طالب علم تھے تو 1927ء کے جلسہ سالانہ میں تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کے سامنے کے میدان میں سٹیج کے اردگرد ایک چھوٹی سی جگہ میں جلسہ گاہ تیار کی گئی تھی۔ جس کے چاروں طرف سیڑھیوں پر شہتیریاں رکھ کر گیلریاں بنا دی گئی تھیں۔ پہلے دن ہی حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ جلسہ گاہ تنگ ہے۔ اس پر حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؓ اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ رات بھر شدید سردی اور اندھیرے میں کم و بیش پون میل کے فاصلہ سے شہتیریاں اپنے کندھوں پر اٹھا کر لاتے رہے پھر خود سیڑھیاں بنائیں اور اس پر شہتیریاں رکھ کر راتوں رات جلسہ گاہ میں توسیع کردی۔ جس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اگلے روز بے حد خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

اس خدمت کی سعادت بوائے سکاؤٹس کی انجمن کو حاصل ہوئی تھی جس کا قیام 1927ء میں ہی مدرسہ احمدیہ قادیان میں عمل میں آیا تھا۔ سکاؤٹ ماسٹر صاحب کی تجویز پر سیدنا حضرت مصلح موعود کی طرف سے مدرسہ کے تمام سکاؤٹس کے گروپ لیڈر بنادیئے گئے اور مدرسہ کے تمام سکاؤٹس چار سیکشنوں میں تقسیم کردیئے گئے جن کے نگران اعلیٰ حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ تھے۔ ان احمدی بوائے سکاؤٹس کو رفاہ عامہ اور خدمت خلق کے سلسلہ میں قادیان میں لاتعداد خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مگر سب سے اہم ترین کارنامہ جلسہ گاہ کو ایک رات کے اندر تین اطراف سے وسیع کرنا تھا۔ سکاؤٹس کے جوش و جذبہ اور جانفشانی اور اخلاص کو محسوس کرکے جلسہ کے دوسرے روز کی تقریر میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور تمام کارکنان کے لئے خاص دعا کی اور افسر جلسہ سالانہ حضرت سید میر محمد اسحاق صاحبؓ کو ارشاد فرمایا کہ اُن کی طرف سے یادگار کے طور پر ہر ایک سکاؤٹ کو نقرئی تمغہ سے نوازا جائے۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 مئی 2009ء میں شامل اشاعت مکرم سید مبارک علی صاحب کے کلام بعنوان ''میرا امام'' میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

وہ شخص محبت کا وہ یار طریقت کا
ہر رنگ نصیحت ہے ہر گام پہ کام اس کا
وہ طرز بیاں اس کا ہر دل میں اتر جائے
ہر گھر میں سنا جائے وہ حسن کلام اس کا
وہ دست دعا اس کا وہ دست سخا اس کا
جو دست شفا آئے ہر درد میں کام اس کا
اک رنگ جلالی ہے اک رنگ جمالی ہے
ہر رنگ مثالی ہے اونچا رہے نام اس کا
ہر بات میں اعلیٰ ہے ہر وصف نرالا ہے
بالا ہے مقام اس کا عاجز ہے غلام اس کا

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

25th May 2012 – 31st May 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 25th May 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tours: tour of Benin
02:45	Japanese Service
03:10	Tarjamatul Qur'an class: rec. on 13th December 1995
04:25	Aaina
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 11th December 1996
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an
07:00	Huzoor's Tours: tour of Nigeria
07:55	Siraiki Service
08:35	Rah-e-Huda: rec. on 19th May 2012
10:05	Indonesian Service
11:05	Fiq'ahi Masa'il
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:15	Seerat-un-Nabi (saw)
13:50	Tilawat
14:05	Yassarnal Qur'an [R]
14:30	Bengali Service
15:35	Roohani Khazaa'in Quiz
16:00	Muslim Scientists
16:20	Friday Sermon [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tours [R]
19:30	Beacon of Truth
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:15	Rah-e-Huda [R]

Saturday 26th May 2012

00:00	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:10	Huzoor's Tours: tour of Nigeria
02:15	Friday Sermon: rec. on 25th May 2012
03:25	Rah-e-Huda: rec. on 19th May 2012
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 12th December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40	Al-Tarteel
07:05	Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 4th October 2009
08:00	International Jama'at News
08:35	Story Time: Islamic stories for children
08:50	Question and Answer Session: recorded on 15th March 1998
09:55	Indonesian Service
10:55	Friday Sermon [R]
12:10	Tilawat
12:20	Story Time [R]
12:40	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:10	Bengali Service
15:15	Hamara Aaqa
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel [R]
18:00	MTA World News
18:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
19:20	Faith Matters
20:25	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda [R]
22:30	Story Time [R]
22:45	Friday Sermon [R]

Sunday 27th May 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:30	Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 4th October 2009
02:25	Story Time
02:50	Friday Sermon: rec. on 25th May 2012
04:05	Hamara Aaqa
04:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 17th December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau class
08:00	Faith Matters
09:10	Question and Answer Session: recorded on 14th January 1996. Part 2
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 19th August 2011
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Yassarnal Qur'an
13:00	Friday Sermon [R]
14:05	Bengali Service
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:15	Roohani Khazaa'in Quiz
16:45	Muslim Scientist
17:00	Kids Time
17:30	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Real Talk
20:40	Food for Thought
21:15	MTA Variety
22:15	Friday Sermon [R]
23:25	Question and Answer Session [R]

Monday 28th May 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class
02:20	Food for Thought
02:50	Friday Sermon: rec. on 25th May 2012
03:55	Real Talk
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tours: tour of Nigeria
08:00	International Jama'at News
08:30	MTA Variety
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat. Recorded on 16th March 1998
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 9th March 2012
11:00	Peace Symposium: held in Qadian
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: rec. on 11th August 2006
14:00	Bengali Service
15:05	Peace Symposium [R]
16:10	Rah-e-Huda: rec. on 26th May 2012
17:40	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tour [R]
19:05	MTA Variety [R]
19:40	MTA Variety
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 29th May April 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Insight: recent news in the field of science
00:40	Al-Tarteel
01:10	Huzoor's Tour: tour of Nigeria
02:05	Kids Time
02:40	Friday Sermon: rec. on 11th August 2006
03:40	Peace Symposium: held in Qadian
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 21st November 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
07:00	Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 4th October 2009
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:30	Land of the Long White Cloud
09:00	Question and Answer Session: recorded on 14th January 1996. Part 2
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 3rd June 2011
12:10	Tilawat
12:25	Insight: recent news in the field of science
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk
14:00	Bengali Service
15:00	Mosha'irah
15:50	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
16:20	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
16:50	Le Francais C'est Facile
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 25th May 2012
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Guftugu [R]
21:30	Land of the Long White Cloud [R]
22:15	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 30th May 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Majlis Ansarullah UK Ijtema: address delivered by Huzoor on 4th October 2009
02:20	Le Francais C'est Facile
03:00	Land of the Long White Cloud
03:30	Guftugu
04:10	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 23rd December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor from London, on 28th December 2009
08:00	Real Talk
09:05	Question and Answer Session: recorded on 15th March 1998
09:55	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:15	Al-Tarteel
12:50	Friday Sermon: rec. on 25th August 2006
13:45	Bengali Service
14:50	Fiq'ahi Masa'il
15:20	Kids Time
15:50	MTA Variety
17:20	Al-Tarteel
17:55	MTA World News
18:15	Jalsa Salana Qadian [R]
19:20	Real Talk [R]
20:25	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:05	Al-Tarteel [R]
22:10	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: rec. on 26th May 2012

Thursday 31st May 2012

00:05	MTA World News
00:25	Tilawat
00:35	Al-Tarteel
01:10	Jalsa Salana Qadian: concluding address delivered by Huzoor from London, on 28th December 2009
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:40	MTA Variety
03:45	Faith Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Qur'an
06:55	Huzoor's Tours: reception of Darul Barakat
08:05	Beacon of Truth
09:00	Tarjamatul Qur'an class: rec. on 14th December 1995
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
11:50	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:20	Yassarnal Qur'an
13:00	Beacon of Truth [R]
14:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 25th May 2012
14:50	Aaina
15:20	Intikhan-e-Sukhan: rec. on 26th May 2012
16:25	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:15	Huzoor's Tours [R]
19:35	Faith Matters
20:35	Qur'an Sab Se Acha
21:05	Tarjamatul Qur'an class [R]
22:15	Aaina [R]
23:00	Beacon of Truth [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 | Friday 18 May, 2012 | Issue No. 20

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ فروری 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات ۔ مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر4)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’خدا بہتر جانتا ہے اور میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں تو اپنے دشمن کا بھی سب سے بڑھ کر خیرخواہ ہوں۔ کوئی میری باتوں کو سنے بھی۔ یہ جو کچھ میں نے کہا ہے اس پر غور کریں اور اس پر جو کچھ باقی رہ جاوے اسے بیان کریں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 103 ایڈیشن 2003ء)

مذہبی دیوانوں کی فتح
احمدی حق عبادت سے محروم

ربوہ، 7رفروری: جماعت احمدیہ کے مرکز ربوہ نے راولپنڈی میں احمدیوں کو دہشت گردوں کی طرف سے درپیش شدید خطرات اور حق عبادت سے محرومی کے پیش نظر وفاقی اور صوبائی سطح پر حکام تک اپیل پہنچانے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

نظارت امور عامہ،
صدر انجمن احمدیہ ربوہ (پاکستان)
Ph: 047-6212459 - Fax: 047-6215459
E-mail: nuasaa@hotmail.com

مکرم ومحترم!!

درخواست برائے مناسب کارروائی

تحریر خدمت ہے کہ پاکستان بھر میں جماعت احمدیہ کے خلاف بالعموم جبکہ راولپنڈی میں بالخصوص مخالفت شدت اختیار کرگئی ہے۔ مخالف فریق کی بھرپور کوشش ہے کہ بلا جواز مخالفانہ اور اشتعال انگیز مہم چلا کر جماعت احمدیہ کے راولپنڈی مین نماز سنٹر E-69 سیٹلائٹ ٹاؤن پر حملہ کر کے مسمار کر دیا جائے یا کم از کم Seal کروا دیا جائے۔ ایسی سرگرمیوں میں مذہبی انتہاپسندوں کے ساتھ ساتھ بعض سیاست دان بھی پیش پیش ہیں۔ ان مذموم مقاصد کی تکمیل کے لئے اخبارات میں منظّم انداز میں مہم چلانے کے علاوہ ختم نبوت تنظیم کے تحت جلسے جلوس، اشتعال انگیز لٹریچر کی تقسیم اور جماعت احمدیہ کے افراد کے خلاف انتہائی اقدامات کی تحریک شامل ہے۔

✿......ستمبر 2011ء میں تاجر برادری نے کانفرنس کی اور اشتعال پھیلانے کی کوشش کی۔

✿......یکم -9-16اکتوبر کو مذہبی انتہاپسند نے احمدیت مخالفت ریلیاں منعقد کیں اور جماعت احمدیہ کے نماز سنٹر کے خلاف جلد از جلد سخت کارروائی، یعنی اسے مسمار کرنے کا پرزور مطالبہ کیا۔

✿......10 جنوری کو مولویوں نے ہولی فیملی ہسپتال کی مسجد میں احمدیت مخالفت کانفرنس کی جس کے بعد اسّی دن ستر مولویوں اور تاجروں نے بھی منصوبہ بندی کے لئے ایک مشترکہ میٹنگ کی۔

✿......18 جنوری تک راولپنڈی کے اہم چوک چوراہے احمدیت مخالفت نعروں سے بھرے بنیرز اور تحریرات سے بھر دیئے گئے تھے۔

✿......ان پوسٹروں کے ذریعہ کھلے الفاظ میں پیغام دیا گیا تھا کہ اگر 22رجنوری تک نماز سنٹر کو ختم نہ کیا گیا تو 29رجنوری کو ہم عوامی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خود اس عمارت کو مکمل طور پر مسمار کر دیں گے۔

اس تمام شرارت کا سرغنہ مسلم لیگ نواز گروپ کا کارندہ شرجیل میر ہے، یہ شخص متعدد مرتبہ عوام کو احمدیوں کے خلاف جہاد کرنے کی دعوت عام دے چکا ہے نیز اشتعال انگیز پوسٹروں کی تیاری کا کرتا دھرتا بھی یہی مفسد ہے۔ راولپنڈی میں لوگوں کو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت اور اگلے جہان کی نعمتوں کا لالچ دے کر تیار کیا جا رہا ہے کہ وہ اپنی جانوں پر کھیل کر اس نماز سنٹر کی تباہی کے لئے کوششیں کریں۔ ہر دوکاندار کو کہا گیا ہے کہ وہ اس ’’کارِ خیر‘‘ میں 25000 روپے دینے کے علاوہ 200 پوسٹر تیار کروا کر دے۔

مزید براں ایک نہایت اشتعال انگیز پمفلٹ بعنوان: ’’قادیانی عقائد کا ردّ اور ختم نبوت زندہ باد‘‘ بھی فراخ دلی سے تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اس نماز سنٹر کے قریب ریکی کے لئے پھرنے والے اور عمارت کی تصاویر بنانے والے ہر روز مشاہدہ میں آتے رہے ہیں۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ راولپنڈی میں گشت کر کے اور لاؤڈ سپیکروں پر اعلان کر کے لوگوں کو ’’قادیانیوں کے خاتمہ کے لئے‘‘ جمع کیا جا رہا ہے۔ ان منظّم کارروائیوں سے گلی کوچے احمدیت مخالف نعروں سے گونج اٹھتے ہیں اسی طرح شہر کے گوشے گوشے میں احمدیت مخالف تحریرات ’’استفادہ عام‘‘ کے لئے موجود ہیں۔

سیٹلائٹ ٹاؤن میں 29رجنوری کو ہونے والی ریلی میں آتشی تقاریر کرتے ہوئے مقررین نے پنجاب کے مقتول گورنر سلمان تاثیر کا بھی تذکرہ کیا اور اعلان کیا کہ ’’قادیانیوں کا بھی ایسا ہی انجام ہوگا‘‘۔

اس تمام تشویش ناک صورت حال کی اطلاع ساتھ کے ساتھ حکام بالا کو کر کے مناسب کارروائی کی استدعاء کی جاتی رہی ہے۔ اب ایک طرف ملک میں سیاسی اور فرقہ وارانہ کشیدگی اپنی حدوں کو چھو رہی ہے اور امن وامان کی حالت ناگفتہ بہ ہے اور ایسے ماحول میں اتنی زیادہ اشتعال انگیز کانفرنسوں کا انعقاد یقیناً کسی بڑے المیے کو جنم دے سکتا ہے۔

جناب عالی! جماعت احمدیہ ایک پرامن اور قانون کی پابند جماعت ہے اور ہم کبھی بھی کسی بھی قانون شکنی کے مرتکب نہیں ہوئے ہیں جبکہ ہمارے مخالفین کو اظہار رائے کی مکمل آزادی ملی ہوئی ہے جس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر وہ جماعت احمدیہ کے خلاف معاندانہ اور انتہاپسندانہ اقدامات کی دھمکیاں دیتے اور اشتعال پھیلاتے پھر رہے ہیں یقیناً یہ صورت حال اور ہمیں مسلسل ملنے والی دھمکیاں احمدیوں کے حق عبادت پر کھلا ڈاکہ ہیں۔

آپ سے استدعا ہے کہ اس بابت فوری اور مناسب کارروائی کر کے اس امن وامان کے لئے شدید خطرناک صورت حال اور اشتعال انگیز مہم کے خاتمہ کروائیں تا قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے امن وامان کو یقینی بنایا جاسکے۔

امید واثق ہے کہ آنمکرم اس بابت مناسب کارروائی کریں گے۔ والسلام

سلیم الدین
ناظر امور عامہ ربوہ
(چناب نگر) ضلع چنیوٹ

الغرض ایک طرف احمدیوں کو اپنی مسجد کو مسجد کہنے کا حق نہیں ہے اور نہ ہی احمدی کوئی مسجد تعمیر کر سکتے ہیں۔ اور اس پر مستزاد یہ کہ اب پاکستان کی انتہا پسند جماعتیں بشمول کالعدم تنظیمیں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں کہ کسی طرح احمدیوں کو اپنی پرائیویٹ عمارتوں میں بھی نماز کی ادائیگی سے روک دیا جائے ان عمارتوں کو منہدم کروا دیں یا کم از کم حکومت کی مدد سے ان عمارتوں کو سیل ہی کروا دیں۔

سرکاری مشینری نے ان انتہاپسندوں کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت اور فساد کا پرچار کرتے پھریں۔ اگر انتظامیہ اپنے دعاوی میں سچی ہوتی تو وہ بینرز ہی اتروا دیتی جو کئی ہفتے تک کچے ذہنوں کو احمدیوں کے قتل کی دعوت دینے کے لئے چوراہوں کی زینت بنے رہے۔ اور ان لوگوں کو ہی لگام دیتی جو عوامی اجتماعات میں لاؤڈ سپیکروں پر احمدیوں کے خلاف نفرت بھرے نعرے بلند کرتے رہے۔

پاکستان کے میڈیا، جو چوبیس گھنٹے سنسنی پھیلانے اور ’’نان ایشو‘‘ کو ’’اہم ترین‘‘ بنا کر دکھانے پر مامور ہے، نے اس کھلم کھلا ظلم پر چپ سادھ رکھی ہے اور کوئی کلمہ حق ادا کرنے سے محروم ہے۔

اردو اخبارات نے احمدیت کے خلاف اپنے سابق رویے کو قائم رکھا البتہ انگریزی اخبارات نے سچائی کا ساتھ دیتے ہوئے چند جاندار اور دلیرانہ تبصروں کو جگہ دی اور بطور خاص ’’ایکسپریس ٹریبیون‘‘ نے اپنے 7فروری کے شمارہ میں حق گوئی سے کام لیا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ۔

احمدیوں کے بنیادی حق عبادت کی پامالی کی اس تکلیف دہ واردات کی مزید تفصیل یہ ہے کہ اگلے جمعہ اس ساری شرارت کا سرغنہ شکیل میر، دن دو بجے احمدیہ سنٹر آیا اس کے ساتھ مختلف مدرسوں کے تقریباً 250 مشٹنڈوں وغیرہ کا ایک ہجوم بھی تھا جو نعرے بازی کر رہا تھا۔ احمدیوں نے پولیس کو اطلاع کی۔ پولیس آئی ضرور مگر بجائے غنڈوں کو منتشر کرنے کے ان کے حکم پر پولیس نے حفاظتی نکتہ سے انسٹال سی سی ٹی وی کیمرہ اکھاڑنے شروع کر دئے نیز احمدیہ سنٹر کے باہر موجود حفاظتی حصار بھی ہٹا دیا۔ (ہمیں تو نہیں بھولا کہ 28 مئی 2010ء کو بھی پاکستانی پولیس انتظامیہ نے نہتے احمدی نمازیوں پر خونی حملہ سے قبل خود حفاظتی کے تحت موجود چھوٹے ہتھیار بھی منع کر دیئے تھے) لیکن احمدی شکوہ کریں تو کس سے کریں کہ خود پنجاب پولیس اور انتظامیہ ہی ملکیتی حقوق کی پامالی اور بنیادی حفاظتی اقدامات کی تباہی پر کمربستہ ہے اور وہ بھی مخالفین احمدیت کی فرمائش پر۔

اب اگر شرجیل میر خوشی سے بغلیں بجاتا پھر رہا ہے تو اس پاکستانی پولیس کو سیلیوٹ ہی کیا جاسکتا ہے جس نے جائز اور ناجائز کا فرق مٹا کر صرف ’’اطاعت مولویاں وشر پسنداں‘‘ کی روش جاری رکھی ہوئی ہے۔

ایک طرف پولیس کی نگرانی میں مولوی کی فرمائش پر احمدیوں کو نماز پڑھنے سے روکا جا رہا ہے دوسری طرف چند کلومیٹر کے فاصلے پر ایوان صدر میں براجماں آصف علی زرداری صاحب، پاکستان کے صدر مملکت اعلان فرما رہے ہیں کہ ’’ہم اقلیتوں کے انسانی حقوق کی حفاظت کی پوری کوشش کریں گے‘‘۔

لگتا ہے کہ مخالفین احمدیت ہمیں اپنے خالق کے سامنے سر جھکانے سے بھی باز رکھنے پر تلے ہوئے ہیں۔

(باقی آئندہ)

✿......✿......✿......✿

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔